SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday October 07, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty seven minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یریدبکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علٰی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون

ترجمہ:۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پرمشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں

روزوں کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی
کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی
تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس
سے آپ اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

(سورہ سیقول آیت ۱۸۵)

جناب چیئرمین۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علٰی محمد و علٰی آل محمد۔

Now, I will read the panel of presiding officers. In pursuance of Sub Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for the 23rd Session of the Senate of Pakistan.

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

1. Senator Naeem Hussain Chattha.
2. Senator Hameedullah Jan Afridi.
3. Senator Farooq Hamid Naek.

SUSPENSION OF QUESTION HOUR UNDER RULE 236

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House) Sir, it has been agreed that the Question Hour will be suspended and questions and answers are taken as read and placed on the table of the House. And with your permission sir, I beg to move this motion. I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirements of Rule 38 of the said rules be

dispensed with for the current session and questions and their printed replies placed on the table of the House in today's sitting may be taken as read.

Mr. Chairman: In today's sitting or for the session.

Senator Wasim Sajjad: For the session sir. It is for the current session and today's sitting, the request is that these may be taken as read and placed on the table of the House and tomorrow there will be no Question Hour because it stands suspended.

Mr. Chairman: I put the motion.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Now, I will read out the leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور احمد نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ ممتاز بی بی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۷ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: چوہدری نوریز شکور خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں۔ اس لیے آج مورخہ ۷ اکتوبر کے لیے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں۔اس لیے آج مورخہ ۷ اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔جناب شاھد اکرم بھنڈر نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات

کی بنا پر آج مورخہ ۷ اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ میاں شمیم حیدر نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر لاہور میں ہیں اس لیے آج مورخہ ۷ اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, do we need to dispense with the rules for legislative business as is on the order of the day.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): No. Sir, all we will do now is that there are one or two points of order then we will move under rule 194 and then we can start the discussion.

Mr. Chairman: Fine.

POINTS OF ORDER

RE: COMPULSORY RETIREMENT OF 850 EMPLOYEES FROM PIA

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ point of order دیا اور اس point of order کا تعلق جو رمضان سے دو دن پہلے وزیر اعظم صاحب نے ایک رمضان کا package پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام کو دیا اس سلسلے میں ہے اور آج اسی سلسلے میں متحدہ اپوزیشن نے اپنے بازو پر کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں جو آپ نے دیکھی ہوں گی اور وہ relief package جو عوام کو رمضان پیکج دیا گیا۔ اس میں پہلی بات یہ کی کہ انہوں نے رمضان سے دو دن پہلے PIA سے 850 ملازمین کو نوکریوں سے جبری طور پر retire کر دیا۔ جناب والا! افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ retirement جو جبری طور پر کی گئی ہے، یہ ان ملازمین کی ہے جن کا تعلق Grade 3 to 5 سے ہے اور جن کی عمر 30 ستمبر 2005 کو 57 سال تک پہنچ چکی تھی۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ it would be taken that آپ نے retirement کے لئے مقررہ عمر 60 سال پوری کر لی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ دیکھا گیا ہے کہ اس حکومت کی جو big business friendly اور مزدور کش پالیسی رہی ہے، اس میں جتنی بھی retrenchments ہوئی ہیں، چاہے یہ banking

sector سے ہوں یا کسی دوسرے sector سے ہوں' ان سب میں چھوٹے تنخواہ دار ملازمین کو فارغ کیا گیا۔ یہ سلسلہ PIA میں اختیار کیا گیا ہے۔ جناب والا! PIA میں directors کی ایک بہت بڑی فوج ہے' PIA میں general managers کی ایک بہت بڑی فوج ہے' PIA میں retired فوجی افسروں کی ایک بہت بڑی فوج ہے لیکن ان میں سے کسی کو ہاتھ نہیں لگایا گیا ہے اور جو تین سے پانچ گریڈ تک کے ملازمین تھے' ان کو رمضان سے ایک دن پہلے نوکریوں سے نکال دیا گیا۔ جناب چیئرمین! ہم یہ بات بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ 850 لوگ tip of the iceberg ہیں' ابھی مزید کم سے کم 8000 سے 10000 لوگوں کو PIA کی مزدور دشمن انتظامیہ نے فارغ کرنا ہے اور ان کو فارغ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ حکومت نے اپنی privatisation کی پالیسی کو آگے بڑھانا ہے اور ہماری یہ اطلاعات ہیں کہ ان لوگوں کو فارغ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ جو buyer تلاش کیا گیا ہے اور اسے پس پشت رکھا ہوا ہے یا جیسے کہتے ہیں in the wings' buyer کو رکھا ہوا ہے' اس نے یہ شرط لگائی ہے کہ پہلے مجھے اتنی retrenchment کر کے دیں گے تو اس کے بعد میں اس Airline کو خریدنے کے لئے تیار ہوں گا۔

جناب والا! جب اس Airline کی financial health کی بات کرتے ہیں تو پھر financial health میں PIA کی انتظامیہ کو اس بات کا بھی جواب دینا پڑے گا کہ وہ کون سی shady deals تھیں جن سے جہاز خریدے گئے' وہ کون سی shady deals تھیں جن سے seats تبدیل کی گئیں اور وہ کون سی shady deals ہیں جو اس وقت Purchase and Procurement Department میں چل رہی ہیں۔ وہاں پر اس کام کو تو روکا نہیں جاتا لیکن ایک غریب مزدور کو اس کی نوکری سے نکالا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! آخر میں' میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ PIA کے ساتھ یہ step motherly treatment اس لئے ہو رہی ہے کہ آج PIA میں ایک Presidential Decree کے تحت' ایک Presidential Adminstrative Order کے تحت پچھلے کئی سالوں سے trade union activities بند پڑی ہوئی ہیں اور ان trade union activities کو جاری کرنے کے لئے دو مرتبہ پچھلے دو سالوں میں ILO نے PIA کی management کو کہا ہے کہ

آپ ILO کے convention کی خلاف ورزی کر رہے ہیں' آپ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ لہذا آپ PIA کی trade unions کو بحال کریں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ILO کے کہنے کے باوجود PIA نے trade unions کو بحال نہیں کیا ہے۔ میں متحدہ اپوزیشن کی طرف سے سخت الفاظ میں اس چھانٹی کی مذمت کرتا ہوں اور میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ اس point of order کو جیسے آپ پہلے بھی کرتے رہے ہیں کیونکہ اس کا low grade employee سے تعلق ہے۔ ان کو arbitrary ایک خط دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ان کی رائے ان سے نہیں پوچھی گئی۔ میری آپ سے استدعا ہوگی کہ آپ اس point of order کو Defence Committee کو سپرد کر دیں تاکہ وہ اس کو دیکھ سکے۔

Mr. Chairman: It is put to the Defence Committee. Prof. Khurshid Sahib.

RE: EXTRA ORDINARY RAISE IN THE PRICES OF PETROLEUM PRODUCTS.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس بات پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کو جس کی طرف ابھی میاں ربانی صاحب نے متوجہ کیا اور آپ نے کمیٹی کے سپرد کیا۔ یہی وہ خدمت ہے جو یہ ایوان انجام دے سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! قرآن پاک کی جو آیات ہمارے سامنے ابھی تلاوت کی گئی ہیں ان میں ایک بڑا بنیادی اصول اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ حکمت الہیٰ یہ ہے کہ دشواری کی بجائے سہولت دیں۔ بلاشبہ زندگی دشواری اور سہولت دونوں سے عبارت ہے لیکن اسلام کا مزاج یہ کہتا ہے کہ دشواری کو سہولت اور آسانی سے بدلا جائے تاکہ لوگوں کے لئے زندگی گزارنا آسان ہو اور وہ دنیا اور اخلاقی ہر اعتبار سے فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ یہ دیکھیئے کہ رمضان کہ آنے سے پہلے جو ایک بم اس قوم پر پھینکا گیا ہے وہ ہے پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کا۔ یہ تنگی' دشواری اور مشکلات کی طرف قوم کو لے جانے کا راستہ ہے۔ سہولت ' آسانی اور فراوانی کی طرف لے جانے کا طریقہ نہیں ہے۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چھ سال

میں اگر آپ ۱۹۹۹ء کی حکومت اور اس کی پالیسیوں اور اس کے دور کو دیکھیں اور آج کو دیکھیں تو پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں ڈیڑھ سو فیصدی سے زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ عام inflation rate آپ دیکھیئے۔ لوگوں کی آمدنی کا کیا تناسب رہا اور اس کے مقابلے میں قیمتیں کس طرح بڑھیں۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمت، محض چند اشیاء کی قیمت نہیں بلکہ اس سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوتا ہے۔ جس میں ہر درجے کا ٹرانسپورٹ، جس میں cost of production نتیجتاً پٹرول اور ڈیزل کی قیمت بڑھا کر آپ پورے ملک میں ہر چیز کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔یہ وہ چیز ہے جس نے لوگوں کی زندگی گزارنا دوبھر کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بڑے دکھ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس ملک میں لوگوں کے احساسات، جذبات اور ضروریات کے بارے میں اتنی بے حسی پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خودکشی کے واقعات ہوئے ہوں خصوصاً معاشی وجوہ کی بناء پر محض جذبات کی بناء پر نہیں، بے روزگاری کی بناء پر اور فاقے کی بناء پر ہر سال ہزاروں افراد خودکشی کر رہے ہیں۔ میری نگاہ میں ان کی ذمہ داری اس معاشرے اور اس حکومت کے اوپر ہے۔ اس لئے کہ اسلام کا یہ بھی ایک اصول ہے کہ اگر کسی بستی میں کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی دیت اس پوری بستی کے اوپر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے کون ذمہ دار ہے؟ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کا جو وقت ہے یہ بھی ہر حیثیت سے بہت ہی افسوسناک اور condemnable ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ جنوری سے اس وقت تک کوئی مہینہ ایسا نہیں کہ اس میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ نہ کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ بین الاقوامی قیمتیں بڑھ رہی ہیں لیکن جناب والا! یہ درست نہیں۔ بین الاقوامی قیمتوں میں بلاشبہ اتار چڑھاؤ ہے اور خاص طور سے پچھلے تین چار ہفتوں کا اگر آپ جائزہ لیں تو یہ صحیح ہے کہ امریکہ میں hurricane Katrina کی وجہ سے قیمتیں ایک دم 68/70 Dollars تک بھی پہنچ گئی تھیں لیکن اس کے فوراً بعد واپس آئی ہیں اور اس وقت جبکہ یہ قیمت یہاں بڑھائی گئی ہے بین الاقوامی مارکیٹ کے اندر قیمتیں 68 Dollars سے کم ہو کر 62 پر آ گئی ہیں ۔ اگر آپ forward کی قیمتیں دیکھیں تو چونکہ اسی ہفتے forward قیمتیں آئی ہیں وہ 52 سے لے کر 58 تک ہیں۔ اگر آپ مڈل ایسٹ کی قیمتیں دیکھیں جن کا ہمارے ساتھ تعلق ہے، مڈل

ایسٹ کی قیمتیں بالعموم آٹھ ، دس ڈالر کم ہوتی ہیں ان قیمتوں سے جو لندن اور امریکہ میں رائج ہیں تو یہ بات کہنا صحیح نہیں کہ قیمتوں کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جناب والا! جتنا بھی تحقیقی مطالعہ ہوا اگر آپ 60,62 Dollar قیمت بھی رکھیں تو اس صورت میں لاگت کے اعتبار سے taxes اگر آپ نکال دیں تو 32 سے 36 روپے فی لیٹر petroleum ہونا چاہیے لیکن وہ اس وقت 56 روپے ہے یہ تمام اس وجہ سے ہے کہ ہم نے دو چیزیں ایک ٹیکسوں کی بھرمار جس میں ڈیوٹی ، ایکسائز ڈیوٹی ، سیلز ٹیکس ۔ اور یہ سیلز ٹیکس لگانے کی وجہ کیا ہے کہ IMF کی conditionalities ہیں ۔ ہم نے اپنی حاکمیت کو surrender کردیا ہے اور خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ایک ملٹی نیشنل کا منافع اگر آپ یہ دیکھیں کہ اس زمانے میں انہی کمپنیوں نے oil companies نے کتنا نفع کمایا ہے 60 سے 76% تک average منافع انہوں نے کمایا ہے۔ ان کے shares کو آپ دیکھیں ۔ ان کے shares میں 170% تک اضافے ہوئے تو ایک طرف حکومت اور دوسری طرف ملٹی نیشنل یہ لوٹ رہے ہیں اورعوام suffer کر رہے ہیں ۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں اور اس بات کو ہم نے یہاں بھی اٹھایا ہے ، کمیٹی میں بھی اٹھایا لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی بلکہ مجھے اخبار میں پڑھ کر تعجب ہوا کہ محترم وزیراعظم صاحب نے جو کہ بڑے باخبر لوگوں میں سے ہیں' انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ انہیں گویا اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ پٹرول کی قیمتیں جو کمیٹی مقرر کرتی ہے وہ ملٹی نیشنل اور پٹرول کی کمپنیوں کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔ اس میں نہ حکومت کا نمائندہ ہے اور نہ ہی user کا نمائندہ ہے ۔جو ادارہ اس کام کے لئے بنایا گیا تھا وہ آج تک معطل ہے ۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ قوم اور ملک کے ساتھ ایک ظلم ہے ۔ رمضان کے آنے سے پہلے یہ کام ایک بہت بڑا اخلاقی اور معاشی ظلم ہے۔ ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور مزید تفصیلات اس سلسلے میں آئندہ کی بحث میں آئیں گی لیکن میں ضروری سمجھتا تھا کہ آج point of order کے اوپر اپوزیشن کی طرف سے حکومت کے اس ناروا اقدام پر مؤثر احتجاج ہو۔ میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ اس پر غور کیا جائے کہ یہ پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے یہ قوم کا مسئلہ ہے' سینیٹ اس کے اوپر stand لے اور اس بات کی

کوشش کرے کہ یہ one way acceleration ختم کیا جائے consumers کے نمائندوں کو، پارلیمنٹ کے نمائندوں کو اس کمیٹی میں لایا جائے تاکہ مناسب احتساب ہوسکے حکومت کا بھی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بھی اور پٹرول کی قیمتیں نیچے لے جائی جاسکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کراچی میں ہڑتال ہوئی ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ جو بھی شکل باقی رہتی ہے تو رمضان کے بعد ملک گیر ہڑتال ہو گی۔ خدا کے لئے ملک کو اس تباہی سے بچائیے اور اس غلط راستے پر چلنے سے اجتناب کیجئیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، مہیم خان بلوچ۔

RE: THE SERVICES QUOTA OF THE PEOPLE OF BALOCHISTAN.

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین ! بہت شکریہ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بلوچستان کے مسائل باقی تینوں صوبوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔ اس چیز کو محسوس کرتے ہوئے قومی اسمبلی اور سینیٹ کی ایک مشترکہ کمیٹی بنی اور اس کمیٹی کی دو سب کمیٹیاں بنیں۔ ایک کمیٹی جس کے سربراہ مشاہد حسین صاحب ہیں انہوں نے تو اپنا فرض ادا کرکے جو recommendations انہوں نے بنائیں یا ان کے رفقائے کار نے ان کے ساتھ مل کر بنائیں۔ انہوں نے جو recommendation بنائی یا ان کے ساتھ مل کر ان کے رفقاء کار نے بنائی، انہوں نے اسے سینیٹ میں پیش کیا اور اس دوران میں نے اپنی reservation یعنی اختلاف رائے بھی اس ایوان میں ریکارڈ کروائی۔ دوسری جو بنیادی چیز صوبائی خود مختاری ہے اور اس کمیٹی کے سربراہ ہمارے قائد ایوان وسیم سجاد صاحب ہیں لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آ رہی، یقینی طور پر اس کمی کو بلوچستان کے عوام کافی محسوس کر رہے ہیں۔ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے تو یہ اپنا کام کیوں مکمل نہیں کر رہی۔

میں یہ کہتا ہوں کہ مشاہد حسین صاحب نے تو اپنا فرض ادا کیا لیکن میں ان کے گوش گزار کراتا ہوں کہ آپ نے تو recommendations بھیجیں مگر اس کے پہنچتے ہی بلوچستان میں اس کی

خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ دوسرے تمام مسائل ایک طرف میں صرف services کو دیکھتا ہوں۔ مرکز میں جتنے بھی secretariats ہیں' corporations ہیں' دوسرے ادارے ہیں' ریکارڈ موجود ہے کہ بلوچستان کی عوام کو اس کے کوٹے کے مطابق services نہیں ملی ہیں۔ چلو اگر وہاں ہمیں نہیں ملتی تو ہمارے اپنے گھر میں جو services ہیں کم از کم وہ تو ملیں۔ اس وقت سب سے زیادہ بلوچستان کی عوام کے نگاہیں گوادر پر لگی ہوئی ہیں کہ گوادر بنے گا تو ہماری جو پسماندگی ہے وہ دور ہو گی لیکن ہم محسوس کر رہے ہیں اور practically دیکھ رہے ہیں کہ وہاں بھی ہمیں دھکیلا جا رہا ہے۔ ایک بندہ جس کا کہ میں پہلے بھی نام لے چکا ہوں کہ وہاں انور محی الدین D.G. Operational تھے' پچھلے سال کی بات ہے کہ وہ black list ہوئے اور انہیں نکال دیا گیا لیکن اب دوبارہ اسی بندے کو ہمارے فاضل منسٹر بابر غوری صاحب لے آئے ہیں۔ میں نے انہیں گوش گزار کیا کہ یہ آپ نے کیوں کیا۔ وہاں پر پہلے ایک لوکل بندہ جو کہ پاکستان کی Shipping Corporationمیں بطور کپتان 25 سال اپنی خدمات انجام دیتا رہا اور اب وہ پورٹ میں ملازم ہے اور وہ اس پوسٹ پر گزشتہ ایک سال سے بڑے اچھے انداز میں اپنے فرائض انجام دے رہا تھا' اس کو آپ نے کرسی پر بٹھا دیا کہ بیٹھیں۔ مجھے بابر صاحب نے یہ جواب دیا کہ ہم تمام سیٹیں بلوچستان کی عوام اور بلوچوں کو نہیں دیں گے۔ مجھے بہت افسوس ہے' وہ اگر ہوتے تو میں ان کے سامنے بھی یہ بات کرتا' میں ان کو گوش گزار کر رہا ہوں۔ اس ایک servicesکے ہی حوالے سے ہم یہ محسوس کر رہے ہیں ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہمیں دھکیلا جا رہا ہے۔ مستقبل میں جو نگاہیں گوادر پورٹ پر لگی ہوئی ہیں یقینی طور پر ہم محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح سوئی گیس کی آمدنی اور اس کے استعمال سے جو ہمارا حق بنتا ہے ہم آج تک بنیادی طور پر اس سے محروم ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گیس کی طرح گوادر سے بھی ہمیں محروم رکھا جا رکھا جا رہا ہے۔

لہذا یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے وہاں مایوسی اور محرومی پائی جاتی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ اور بڑھے گی۔ میں اس ایوان کے توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جب وہاں

بلوچستان میں اس معیار کا آدمی موجود ہے تو اسے مت نکالیں، اگر آپ انہیں نکالیں گے تو میں اس Treasury میں بیٹھتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارا حق ہمیں نہیں دیا جا رہا بلکہ ہمیں by pass کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ point of order ہے مختصر رکھیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: گزشتہ تقریباً 5، 6 مہینے سے طلباء کا ایک احتجاج ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ طلباء سیاست میں نہ آئیں، وہ تعلیم حاصل کریں لیکن وہ ایک احتجاج کر رہے ہیں میں اس ایوان کے توسط سے آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ ہمیں اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ وہ احتجاج کیوں کر رہے ہیں، ہم کوشش کریں کہ ان کے ساتھ بیٹھیں، ان کے مسائل کو سنیں تاکہ ہم ان کو احتجاج کرانے کے بجائے institutions میں لائیں، کلاسوں میں بٹھائیں کہ اپنی تعلیم حاصل کریں۔ ان کی باتوں کو سنیں تاکہ ان کو ہم احتجاج کے بجائے institutions میں لائیں، کلاسوں میں لائیں، وہ اپنی تعلیم کو جاری رکھیں، اگر طلباء احتجاج کریں گے، اس احتجاج سے تعلیم متاثر ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پارٹیاں ہیں، وہ اس طرح نہیں ہیں، وہ اشتعال میں آ جائیں کہ بلوچستان میں law and order کا مسئلہ سنگین ہو جائے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مہربانی۔

Mr. Chairman: Would you like to move the Motion 194, Mr. Wasim Sajjad.

Senator Wasim Sajjad: Sir, as you are aware, we had discussed how the various issues that the honourable members of the Opposition wish to raise before the House and for that purpose sir, we will have to suspend certain rules and with your permission, I would like to move that in order that the Motion to be moved by Mr. Raza Rabbani to discuss the situation arising out of the Local Bodies Elections that can be moved and considered in the House. For that purpose sir, I move that

the requirement of Rules 22, 120, 122 and 183 may be dispensed with to enable Mr. Raza Rabbani to move his motion under Rule 194.

Mr. Chairman: The Motion is carried.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani, you have the floor

سینیٹر وسیم سجاد: پہلے Motion move کر لیں۔

Mr. Chairman: I am sorry, you move the Motion.

DISCUSSION UNDER RULE 194; RE: SITUATION ARISING OUT OF THE LOCAL BODIES ELECTIONS, 2005.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move under Rule 194 of the Rules of the Conduct of Business of the Senate that this House may discuss the situation arising out of the Local Bodies Èlections that have just been concluded.

جناب چیئرمین صاحب! مجھے یہ بات نہایت افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ آج جب سینیٹ کے اندر ہم اس مسئلے کو زیر غور یا زیر بحث لا رہے ہیں تو ایک نہایت سنگین صورت حال سامنے آتی ہے اور اس صورت حال کے ساتھ مجھے یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم Local Bodies کے elections کا تجزیہ کرتے ہیں تو مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جمہوریت کا جنازہ ہے، ذرا دھوم سے نکلے۔ جناب چیئرمین! اس election کے بعد پاکستان کے عوام کا اعتماد جمہوری راستے سے تبدیلی کے اندر اٹھتا چلا جا رہا ہے اور وہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں یہ بات اس House کے floor پر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ آج سے پہلے بھی rigging ہوئی لیکن فرق یہ ہے کہ آج سے پہلے جب rigging ہوئی تو اس میں مختلف سیاسی جماعتیں involve رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ People's Party نے rigging کی ہو، ہو سکتا ہے، وہ PML(N) rigging کی ہو، ہو سکتا ہے، وہ جماعت اسلامی rigging کی ہو،

ہو سکتا ہے، وہ ANP rigging نے کی ہو لیکن جو واضح اور خطرناک فرق اس دفعہ پہنچا ہے، وہ یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں پس پشت چلی گئیں اور اس صورت حال کو آپ کیا کہتے ہو جب ریاست خود rigging کے اندر ملوث ہو جائے۔ اس دفعہ جو صورت حال بنی ہے جناب چیئرمین! وہ یہی ہے کہ ریاست، ریاستی ادارے اور ریاستی ارکان rigging کے اندر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک پارٹی کے political agenda کو آگے بڑھانے کے لئے استعمال کئے گئے۔ اب جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ 2005 یا 2006 یا 2007 کے عام انتخابات وہ صاف و شفاف کس طرح ہو سکتے ہیں؟ الیکشن کمیشن کو کیا powers درکار ہوں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بات اب redundant ہوگئی ہے۔ اس الیکشن نے اس بات کو ثابت کردیا کہ الیکشن کمیشن ایک impotent institution ہے۔ الیکشن کمیشن کی اگر میں اچھائی بیان کروں، اگر کہیں الیکشن کمیشن نے حکم دیا تو اس کے حکم کی کھلم کھلا حکم عدولی کی گئی۔ چاہے وہ وفاقی حکومت ہو یا صوبائی حکومت ہو اس حکم کی کھلم کھلا حکم عدولی کی گئی۔ الیکشن کمیشن نے کہا کہ ہم نے یہ حکم پاس کئے ہیں لیکن ڈی ایس پی نے صوبے میں ان احکام کو ماننے سے انکار کردیا۔ الیکشن کمیشن نے اپنا Code of Conduct دیا اور جناب چیئرمین! میں کیا کہوں کہ اس Code of Conduct کی جناب جنرل مشرف سے لے کر جناب شوکت عزیز، وفاقی اور صوبائی وزراء اور چیف منسٹرز نے دھجیاں اڑا دیں اور پھر اس کے بعد the Prime Minister comes on national television and says کہ Code of Conduct پر پوری طرح سے عملدرآمد ہوا ہے۔ کیا Code of Conduct پر اس طرح سے عملدرآمد ہوا کہ سوات کے اندر جنرل مشرف خود کھڑے ہوکر تقریر کے اندر کہتے ہیں کہ PML(Q) کے candidates کو آپ ووٹ دیں۔ کیا Code of Conduct اس طرح پورا کیا گیا کہ جناب Prime Minister himself حیدرآباد آکر multi-billion rupees کے development projects کا اعلان اور افتتاح election campaign کے دوران کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم کس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ساری بات ایک نہایت سنگین صورتحال کی طرف بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میرے اور بھی بہت سے ساتھی بات کریں گے۔ میں بہت ہی مختصر چند باتیں

آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا ۔ اور ان باتوں سے جناب چیئرمین ! بڑا واضح ہوا کہ حکومت نے ایک بڑا scientific plan بنایا اور وہ plan basically آٹھ نکات پرمشتمل تھا ۔ اور پہلا نکتہ اس کا یہ تھا - Bifurcation of Districts and change of demarcation of Tehsil and Union Councils..

اس کا دوسرا نکتہ جناب چیئرمین صاحب Postings and transfers of government officials تھا۔ اس کا تیسرا نکتہ جناب چیئرمین صاحب Political victimization کی صورت میں تھا۔ اس کا چوتھا نکتہ جو ایک نئی اور انوکھی چیز ہوئی وہ institutional kidnapping of candidates, their seconders and proposers. اس کا پانچواں نکتہ جناب چیئرمین صاحب use of state funds and resources تھا ۔ اس کا چھٹا نکتہ جناب چیئرمین صاحب Intimidation of the Press تھا۔ اس کا ساتواں نکتہ vote day پر rigging اور اس سے taking over of polling stations تھا اور اس کا آخری نکتہ جناب چیئرمین صاحب results کے اندر تبدیلی۔ Candidate election جیتا ہوا ' اس کے ہاتھ میں جیت جانے کی slip ہے لیکن اس کو کہا گیا کہ آپ نے election جیتا نہیں آپ ہار گئے ہیں۔ Eelction Results کو جناب چیئرمین صاحب اس طرح تبدیل کیا گیا کہ اگر 738 ہے تو اس کو 788 بنا دیا گیا۔ کس طرح تین کو آٹھ کے اندر تبدیل کر دیا گیا۔ کس طرح ایک کو سات کے اندر تبدیل کر دیا گیا۔ کس طرح Chief Minister Houses کے اندر چیدہ چیدہ حکومتی candidates کے سامنے DCO's کو بلوا کر ہر ایک سے پوچھا کہ تمہارے کتنے vote deficient ہیں۔ کسی نے کہا چار سو، کسی نے کہا تین سو، کسی نے کہا پانچ سو۔ وہاں پر ان لوگوں کی ڈیوٹی لگی کہ ہر صورتحال میں آپ نے ان لوگوں کو وہاں سے جتوانا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ تو ایسی چیزیں ہیں کہ اگر آدمی ان پر بولتا چلا جائے اور جو نت نئے طریقے سامنے آتے رہے ہیں شاید پاکستان کی rigging کی تاریخ کے اندر' دھاندلی کی تاریخ کے اندر آپ کو مثال نہیں ملے گی۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اس campaign کے اندر جو ایک نیا عنصر داخل کیا گیا وہ institutionalized kidnapping کا تھا ۔ Candidates کو اٹھایا گیا Candidates کے ساتھ ان کے seconders and proposers کو اٹھایا گیا۔ اگر seconder اور proposer نہیں ملا تو گھر پر چھاپہ مار کر اس کے

لواحقین کو اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کو Presiding یا Returning Officers کے دفتروں سے پولیس کے SHOs گھسیٹ کر لے کر گئے جسے Independent Officers نے اپنی نشریات میں دکھایا۔ لیکن Election Commission کے کان پر جوں TV Media تک نہیں رینگی۔ اس کے بعد جب Candidates کا کھیل ختم ہوا تو پھر Councillors پر چھاپے مارے گئے۔ یہاں تک کہ خواتین کونسلروں کے گھروں پر رات کو چھاپے مارے گئے اور اگر وہ گھروں پر نہیں ملتی تھیں تو SHOs ان کے خاوندوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو اٹھا کر لے جاتے تھے اور اس کا مقصد کیا تھا؟ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے ہر حال میں ہمارے Candidate کو جتوانا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اس الیکشن میں ایک اور خطرناک trend جو سامنے نظر آیا وہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے اندر dictatorship of a single party یا one party rule تو سنا ہے لیکن یہاں پر تو ہم one party rule کی طرف بھی نہیں جا رہے۔ یہاں پر تو ہم war lords کی سیاست کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ جو لوگ ان کی اپنی سیاسی جماعت کے اندر ان political War Lords کے منظور نظر نہیں تھے ان کو بھی rigging کا نشانہ بنایا گیا اور جن میں sitting Ministers شامل تھے وہ بھی یہ بات کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمارے ساتھ دھاندلی ہوئی ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! جب آپ political war lords create کریں گے تو پھر آپ خود بخود politics کو anarchy کی طرف دھکیل رہیں ہیں۔ جب میں anarchy کی بات کرتا ہوں جناب چیئرمین صاحب! تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لازم ہے کہ آج وہ چند باتیں on the record ضرور آئیں جو اس ملک کو anarchy کی طرف لے کر جارہی ہیں اور کس طرح حکومت اور حکومتی اداروں کو استعمال کیا گیا۔ Elected representatives, میں' عام political workers کی بات نہیں کر رہا۔ عام political worker کو جس طرح ہراساں کیا گیا، جس طرح مارا گیا، جس طرح اس کو زدوکوب کیا گیا، جس طرح اس کو اغوا کیا اور جس طرح اس کو arrest کیا اس کی مثال اپنی جگہ ہے لیکن یہاں پر میں so called Parliamentarians or Members of Provincial Assembly کی بات کرتا ہوں اور وہ بھی صرف ایک جماعت کی بات کرتا ہوں تو بات آپ کے سامنے واضح ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین صاحب!

Firing on the Leader of the Opposition in the Sindh Assembly, Mr. Nisar Khoro at a public meeting, firing on Nawab Yousaf Talpur, MNA while in a procession in Umar Kot, firing on Ali Mardan Shah, MPA while in a procession in Umar Kot, firing on Sasui Palejo, MPA in Thatta, firing on Lala Shakeel, MPA who was attacked in Gujranwala, firing on the residence of our own Senator Professor Ghafoor Ahmed in Karachi, firing on Mr. Manzoor Wasan, MNA on 28-8-05, firing on Nawab Wasan, MNA on 28-08-05. Firing on Wasan MPA. A false murder case registered against Pir Aftab, MNA and you know Sir, Pir Aftab, he couldn't even kill a fly, let alone of being registered under an attempt of murder case.

A number of false cases have been registered against Mr. Qamar Zaman Kaira, MNA from Kharian and his entire family. A number of cases have been registered against Mr. Naveed Qamar, MNA, a number of cases have been registered against Mr. Khurshid Shah, MNA and these are just the cases of some of the parliamentarians that I have put before you.

جن کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہاں پر یہ بھی سمجھتا ہوں کہ لازم اور
ضروری ہے کہ جو بات اپوزیشن نے شروع دن میں یہاں پر کہی تھی کہ جو bifurcations and
demarcations of constituencies of districts کی کی جا رہی ہیں یہ سرا سر Local
Bodies Ordinance کے خلاف ہے لیکن ہمیں یہاں کہا گیا کہ جناب you are talking out
of your hat. لیکن اس کے ثبوت میں جو تین یا چار cases مختلف courts میں گئے اسی
basis پر ان میں سے تین صوبوں کے اندر ان کو High Courts نے relief دی۔

جناب چیئرمین صاحب! پہلے جسٹس محمد اختر شبیر of the Rawalpindi bench of Lahore High Court on 21st July, 2005 set aside the Punjab Government notification for the bifurcation of Rawalpindi Tehsil and two towns on the basis that the delimitation was not in accordance with law. اسی طرح بلوچستان High Court نے 1st of August کو یونین کونسل ہڑی، تحصیل اور District Sibi کے اندر جو changes کی گئیں اور اسی طرح Sindh High Court میں بھی جو گھوٹکی کو bifurcate کیا گیا آپ کو پتہ ہے اس کا election in abeyance کر دیا گیا ہے لہٰذا یہ ہماری بات کو vindicate کرتا ہے کہ جو bifurcations in districts ہوئیں، جو نئی تحصیلیں create کی گئیں، جو نئے تعلقے create کیے گئے وہ purely on political basis and جو بات خطرناک، سندھ کی حد تک ہے وہ یہ کہ یہ ساری divides purely on ethnic basis پر لائی گئیں جس کے آگے چل کر بڑے خطرناک ramifications ہمارے سامنے آئیں گے۔

اسی طرح جناب چیئرمین صاحب! ابھی بھی آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح ملتان میں لوگوں کو، کونسلروں کو اغوا کر کے مری میں پہنچایا گیا۔ کس طرح خیر پور کے اندر وزیر دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور جناب چیئرمین صاحب! سونے پہ سہاگہ تو یہ ہے کہ بات یہاں پر کی جاتی ہے کہ جی جنرل مشرف moderate enlightenment کی بات کرتے ہیں

and I hope that Secretary General is here but I don't see and the Secretary General is there and he himself is a great exponent of moderate enlightenment but I would now like to see what action he takes because it is not me who has made this allegation, it is his own Parliamentary Secretary, Mr. Shaikh Waqas Akram who, on 29th of September, 2005 said that in the Jhang Tehsil, the Government of the Punjab is supporting the band organizations of Sipahi-e-Sahaba. So what! So much for moderate enlightenment!

جہاں پر political ends کو suit کرتا ہے وہاں پر so called extremists کو بھی یہ support کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ In finality sir, I would like to say that the Election Commission has failed in total. اور مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر ابھی during the course of this sitting میں آپ کے سامنے on record لا کے وہ documents رکھوں گا جو ہم نے یا صرف میں نے الیکشن کمیشن کو in the form of complaints بھیجے and which run into over a hundred and ninety five pages اور اس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتوں نے، ہمارے دوسرے سینیٹرز نے، ہمارے لطیف کھوسہ صاحب آپ کو اور details دیں گے، انہوں نے جو ان کو بھیجے وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ The Acting Election Commissioner turns round and says that there were no complaints received. اگر Election Commission کا یہ حال ہوگا کہ وہ ان complaints پر it will turn a deaf ear اور کہے گا کہ no complaints have been received. But what more can you expect from a Chief Election Commissioner, who is acting. What more can you expect from a Chief Election Commissioner who presided over the by-elections of the Prime Minister in Thar and Attock. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے محترم بھائی جناب رضا ربانی صاحب کی بات سے پورا اتفاق کرتا ہوں اور اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ملک میں جمہوریت اور جمہوری ادارے جب تک مستحکم ہوں اور جمہوری انداز میں وہ اپنا سفر طے کرتے رہے ہوں، ملک ترقی کرتا رہے گا اور ملک میں جمہوریت پروان چڑھے گی۔

جناب چیئرمین! جب جمہوری اداروں کو یرغمال بنایا جائے، ان کو آئین سے ماورا چلایا جائے اور ملک اور قوم کے مزاج کے خلاف ان اداروں کو تشکیل کیا جائے، یہ کسی بھی ملک اور

کسی بھی قوم اور کسی بھی ملک میں جمہوریت کے لیے پائیدار کبھی نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین! local bodies کے elections میں ابتدا سے ہی یہ سوچ دی گئی، یہ فکر دی گئی کہ اختیارات کو نچلی سطح تک منتقل کرنے کی ایک بہت بڑی جدوجہد اور کوشش ہے اور مرکز سے لے کر صوبے تک اور صوبے سے لے کر ضلع تک اور ضلع سے لے کر تحصیل اور ٹاؤن تک اور یونین کونسل تک ان اختیارات کو منتقل کیا جا رہا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو محکمے صوبوں کے پاس تھے اور جو محکمے مرکز کے پاس تھے، مرکز کے پاس جتنے محکمے تھے ان میں local bodies کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا اور صوبوں کے ساتھ جو محکمے تھے ان میں اختیار دیا گیا اور پھر local bodies کا اختیار براہ راست مرکز control کرتا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صوبوں کے پاس جو اختیارات تھے اس کو مرکز تک لے آنے کے لیے ایک جدوجہد تھی اور اس کو نچلی سطح تک منتقل کرنے کی بجائے اوپر تک اس کو منتقل کیا گیا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر پورے ملک کے انتخابات کے لیے قومی، صوبائی اسمبلیاں اور سینیٹ کے لیے graduation کو شرط قرار دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سراہا بھی۔ ایک graduate اسمبلی وہ کچھ کر سکتی ہے جو بغیر تعلیم کے وہ نہیں کر سکے گی۔ جناب چیئرمین! پورے ملک میں قومی اسمبلی کے انتخابات لڑے گئے، سینیٹ کے انتخابات ہوئے، صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے اور اس سے پہلے local bodies کے انتخابات بھی ہوئے لیکن اس دفعہ جو ڈرامہ رچایا گیا اور جو ظلم اور جبر اور استبداد کیا گیا وہ ایک عجیب داستان ہے۔ اس ملک میں جو وفاق ہائے مدارس کی سندات ہیں، جو University Grants Commission سے منظور شدہ ہے، ملک میں کوئی بھی university ہو، تعلیمی ادارہ ہو، اس کے لیے یہ لازمی تھا کہ University Grants Commission اس کو منظور کرے۔ تو ایسے ادارے، دینی علوم سے تعلق رکھنے والے ادارے، اس کے وفاق کے بڑے مدارس کو University Grants Commission نے باقاعدہ accept کیا، ان کو اجازت دی اور اسی بنیاد پر قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے، صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے اور سینیٹ کے انتخابات ہوئے اور بہت سارے ممبران اس وقت قومی اسمبلی میں بھی، صوبائی اسمبلیوں میں بھی ان ہی وفاق المدارس

عربیہ پاکستان کی سندات پر elections لڑ کر ان ایوانوں میں پہنچے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں، اسی روایت کو آگے چلاتے ہوئے، آپ دیکھیں کہ local bodies کے elections میں جب دینی مدارس کی اسناد رکھنے والے، وفاق کی اسناد رکھنے والوں نے حصہ لیا ان کے کاغذات کو صحیح قرار دیا گیا۔ انہوں نے انتخابات میں حصہ لیا، elections کے بعد وہ جیت گئے، جیتنے کے بعد صرف صوبہ سرحد میں ایک ظلم کرایا گیا کہ جناب والا! election کے عین موقع پر ان کو نااہل قرار دیا گیا اور جناب چیئرمین! اگر میں یہ عرض کروں کہ صوبہ سرحد میں جو جنوبی اضلاع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ڈیرہ اسمٰعیل خان سے لے کر کوہاٹ تک، متحدہ گروپ انتخابات جیتنے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں پر وہ ضلعی حکومتیں بنانے میں مصروف تھے اور پوری تیاری کے ساتھ جب وہ election میں گئے تو تین اضلاع کے امیدواروں کو نااہل قرار دیا گیا اور جہاں election جیتے گئے تھے، ہنگو میں، ٹانک میں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جیتے ہوئے امیدواروں کو نااہل قرار دیا گیا اور پھر کمال یہ ہے کہ جو امیدوار دوسرے نمبر پر آئے تھے ان کو کامیاب بھی قرار دیا گیا اور ان کو ووٹ کا حق بھی دیا گیا حالانکہ اس کے خلاف بھی کیس چل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ local government کے انتخابات میں، local body کے انتخابات میں جہاں دولت اور پیسے کی ریل پیل تھی اور Election Commission اس کو پابند بنانے میں ناکام ہوا اور دولت کے بل بوتے پر لوگوں نے elections جیتے۔ دوسری طرف ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مدارس اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے اسناد لیے ہوئے ان لوگوں کو اس لیے نا اہل قرار دیا گیا تاکہ متحدہ گروپ election میں نہ کامیاب ہوسکیں اور جناب چیئرمین آپ دیکھیں، آئین کے Article 227 میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس ملک کا مملکتی نظام اسلام ہوگا۔ قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی نہیں ہوگی اور جو بھی قانون سازی ہوگی وہ قرآن و سنت کے مطابق ہوگی۔ تو جناب چیئرمین! آپ بتائیں اس کا مطلب کیا ہوا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ قرآن و سنت کا علم رکھنا ضروری ہے اسمبلی کے اجلاس میں آنے کے لیے، سینیٹ کے اجلاس میں آنے کے لیے اور floor پر آنے کے لیے، قرآن و سنت کا علم ضروری ہے اور جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ جس نصاب میں منطق

پڑھائی جاتی ہو، اصول قانون پڑھایا جاتا ہے، ادب پڑھایا جاتا ہے، تفسیر پڑھائی جاتی ہے، احادیث پڑھائی جاتی ہیں، جدید علوم سائنس پڑھائے جاتے ہوں اور ان کا فارغ التحصیل جو آئین کے مطابق قانون سازی کا حق رکھتے ہیں اور قانون سازی کو سمجھتے ہیں، ان کو نااہل قرار دیا جاتا ہے اور جناب چیئرمین! اسی آئین میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ graduation کو لازم قرار دیا جاتا ہے تو graduation والوں کے ساتھ وہ قرآن و سنت اور فقہ کے علوم پر عبور تو نہیں ہے ہمیں اس پر اعتراض نہیں، یہ ضروری ہے لیکن جس کے پاس قرآن و سنت کے علوم اور علم فقہ جو قانون سازی کے لئے بنیاد ہے اس کے پاس وہ علم نہ ہو، وہ تو اہل ہے۔ جس کے پاس آئین کے آرٹیکل 227 کے مطابق کہ قانون سازی قرآن و سنت کے مطابق ہوگی۔ قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی نہیں ہوگی۔ اب تک جو قانون بنے ہوئے ہیں ان کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا۔ جناب چیئرمین! جو قرآن و سنت کا علم رکھتے ہیں وہ تو نااہل اور جو نہیں رکھتے وہ اہل۔ یہ منطق و فلسفہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب چیئرمین! جب ایک دفعہ الیکشن کمیشن نے الیکشن میں جانے کی اجازت دی اور جب لوگوں نے الیکشن جیتے، جب لوگوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں اور خوشیاں منائیں۔ جب ڈسٹرکٹ کے الیکشن میں جانا تھا اس وقت ان کو نااہل قرار دے کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس انتخابات کو باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایسا بنایا گیا ہے تاکہ اصل جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ اس میں نہ آئیں۔

جناب چیئرمین! اس سے دس بارہ سال پہلے جمعیت علمائے اسلام نے باقاعدہ اس جمہوریت پر، ان انتخابات پر اور اس پورے سسٹم پر عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا اور جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی کونسل نے باقاعدہ اس سسٹم سے علیحدگی کا اعلان کیا تھا اور جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ اس ملک کے صدر، وزیراعظم اور مقتدر شخصیات ہمارے پاس آئیں اور انہوں نے اس بات کو سمجھایا کہ آپ system کی مخالفت نہ کریں، آپ جمہوریت کی مخالفت نہ کریں، آپ انتخابی نظام اور system کی مخالفت نہ کریں ۔ آپ کے ساتھ یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ جمہوری انداز پر اس ملک میں الیکشن ہوں گے۔ عدل و انصاف پر الیکشن ہونگے اور ملک کو جمہوری انداز سے چلایا جائے گا۔ آج ہمیں یہ محسوس ہوتا جا رہا ہے کہ اس ملک کے مقتدر حضرات ہمیں

باقاعدہ اس جمہوری راستے سے تبدیلی کے لئے، اس جمہوری راستے کے لئے نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ ہمیں یہ دعوت دے رہے ہیں کہ جمہوریت اور اس ملک کے نظام اور system سے ہم آپ کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہی صورتحال رہی تو ملک کے لئے خطرناک ہے، یہ قوم کے لئے خطرناک ہے، یہ system کے لئے خطرناک ہے، آئین میں ایک لکھا گیا ہے ، آئین میں ایک تشریح کی جا رہی ہے۔ اس ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے یہ مذہبی طبقات کو، مذہبی جماعتوں کو جمہوریت سے دور دھکیلنے کی ایک سازش ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اس بات کو سمجھیں اور اس بات پر غور کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کا جمہوریت سے اعتماد اٹھ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے یہ ملک اور قوم کے لئے تباہ کن ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب رضا محمد رضا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین! اپوزیشن کا یہ جو اجلاس ہے۔ بد قسمتی سے ایسے وقت پر منعقد ہو رہا ہے کہ ہمیں اپنے دل کے مطابق وقت کی کمی کی وجہ سے بہت کم کہنا پڑے گا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں رضا ربانی صاحب کا وہ پوائنٹ آف آرڈر جس میں پی آئی اے کے ملازمین کی جبری برطرفی اور اس کو پرائیویٹائز کرنے کی بات کی گئی۔ پھر پروفیسر صاحب نے بدترین مہنگائی کے حوالے سے بات کی اس کی تائید کرتے ہوئے۔ پھر جب مہیم خان بلوچ صاحب نے یہ کہا کہ پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات پیش ہونے کے باوجود وہاں پر خلاف ورزیاں، پولیس اور لیوی کے حوالے سے۔ وہ جو شالہ باغ چیک پوسٹ اور تھل چیک پوسٹ کی باتیں تھیں اس کے حوالے سے کھلی خلاف ورزیاں جاری ہیں حالانکہ اس اہم کمیٹی کی درست سمت میں سفارشات پیش ہوئیں لیکن وہاں پر انتظامیہ اس کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ میں اس کی تائید کرتے ہوئے ان کو داد وتحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے شاندار انداز سے دونوں پروفیسر خورشید صاحب نے اور رضا ربانی صاحب نے یہ باتیں رکھیں۔ اس کے بعد میں رضا ربانی صاحب نے بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے جو کچھ بھی اس ہاؤس کے سامنے کہا اس کے ایک ایک لفظ کی تائید کرتا ہوں اور اس میں میں اضافہ کروں گا کہ ہم نے بالخصوص اس ملک کی ان پارٹیوں نے جن کا محکوم قوموں سے تعلق ہے ہم نے ہاؤس کے

سامنے یہ بات رکھی تھی کہ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ بلدیات جو صوبوں کا ایک مضمون ہے۔ صوبائی خود مختاری کا ایک حصہ ہے۔ اس کو ایک جرنیل نے ایک آرڈیننس کے ذریعے مرکز کے پاس لایا اور پھر یہ المیہ یہ بدقسمتی کہ ہمارے ان ایوانوں نے اس کو شیڈول ۶ میں کیا۔ یہ صو بائی خود مختاری پر سب سے بڑا حملہ تھا اور اس کے ذریعے ایک one unit کا بنیاد رکھا گیا ایک طرف سے صوبوں سے لوکل گورنمنٹ کا اختیار چھین کر ایک جرنیل نے اپنے پاس رکھا اور پھر ایک ایسا نظام تشکیل دیا Restructuring کے نام پر جس نے صوبائی اسمبلی کے مقابلے میں ضلعی اسمبلی کا تصور پیش کیا اور پھر DCO کے ذریعے اور ایک DPO کے ذریعے اور بظاہر کے ایک منتخب ناظم کے ذریعے ملک کے 108/109 ضلعوں کو براہ راست مرکز کے تابع بنایا اور ہر ضلع میں ایک کرنل کو بیٹھا کر ایک فوجی کرنل کے ذریعے ضلع میں حکمرانی اور جرنیل کے ذریعے پورے ملک میں حکمرانی کا ایک یہ نظام قائم کیا گیا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ کہا یہ گیا کہ بلدیات کا جو نیا نظام آیا ہے یہ فیوڈل کے culture کے خاتمے کے لیے اور یہ جو ایک بیوروکریسی کا مسئلہ عوام کے انصاف کی راہ میں رکاوٹ کے لیے بنا ہوا ہے اس کے خاتمے کے لیے ہم یہ کر رہے ہیں لیکن گزشتہ چار سالوں کے دوران بلدیات کے ذریعے جس بدترین one unit کا نفاذ ہوا ، اسلام آباد کے ذریعے ایک 109 ضلعوں پر براہ راست حکمرانی اور بدترین کرپشن کی ایک بنیاد رکھی گئی ہے اور اس کی تکمیل اس حالیہ انتخابات میں ہوئی۔ میں رضا ربانی صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ سب سے پہلے حلقوں کی، ضلعوں کی تبدیلیاں کی گئیں اور پھر ایسے لوگوں کو مسلط کرنے کے لیے حکومتی مشینری نے ریاستی اداروں نے کھلم کھلا تمام ریاستی اختیار کا بے دریغ استعمال کیا اور جمہوری پارٹیوں کو ناکام بنانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا جس کی کوئی مثال آج تک نہیں ملتی ۔ جن پارٹیوں نے 70 لاکھ ووٹ حاصل کیے تھے اس وقت بلدیات کے چند ضلعوں میں نمائندے ان کے لیے نہیں ہیں۔ 70 لاکھ تک ووٹ حاصل کرنے والی پارٹیوں کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ سندھ اور پنجاب میں چند ضلعوں میں ضلعی حکومتیں قائم کریں اور یہ سب کچھ ریاستی مشینری کے ذریعے کیا گیا۔

جناب چیئرمین! جو خرید و فروخت ہوا ، میڈیا نے تمام دنیا کو آگاہ کیا ۔ میں اس ملک کے میڈیا کو داد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہر جگہ کی عکاسی کی کہ تین اور چار لاکھ پر ایک

ووٹر فروخت ہو رہا ہے اورضمیرفروشی کا بازار گرم ہے اور ان لوگوں نے گرم کر رکھا ہے جن کی نمائندگی کا یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم اس ملک میں جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ ہم ماڈرن، پتا نہیں مشاہد صاحب اس کی کیا اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ enlightened moderation اور یہ بڑے بڑے فیوڈل نے خیمے لگا رکھے ہیں ضمیر خریدنے کے لیے۔ایک ووٹ کے بدلے کے لیے تین تین لاکھ، چار چار لاکھ اور آپ دیکھ لیں کہ 109 اضلاع میں کون جیتے ہیں بدترین فیوڈل جن کے مظالم کے ریکارڈ ملک کے عوام کے سامنے ہیں اور ان کو ریاستی مشنیری نے سب کچھ دے کر ان کی تمام مدد کرکے ان کے لیے خرید کا نظام بنایا اور اب ان کی ضلعوں میں حکمرانی بنی ہے۔ تمام ملک میں بدترین سرمایہ دار فیوڈل جاگیردار جن کے مظالم کا چرچا اس ضلعے کے عوام کے سامنے ہے ۔ان کو حکمرانوں نے یہ موقع فراہم کیا وہ جو جمہوریت کے خلاف، دھاندلی کے اقدامات کیے گئے الیکشن کمیشن کو تباہ کرنے کے لیے، میں کونسا لفظ استعمال کروں، اتنا پست کردار تھا الیکشن کمیشن کا جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا کہ اس کا کوئی حکم ماننے والا نہیں ہے۔ اس کا یہ کردار ہے کہ اسے جو احکامات GHQ کی طرف سے ملتے ہیں، وہ اس پر عمل کرتا ہے اور یہ المیہ ہے کہ نہ صرف الیکشن کمیشن بلکہ اس بلدیاتی انتخابات میں سپریم کورٹ کے وقار کو خاک میں ملایا گیا۔ جناب والا! میں بالکل اس پر افسوس کرتا ہوں۔ اس دور میں بھی ہمیں یہ امید تھی کہ ہمارے ملک میں ایک واحد ادارہ سپریم کورٹ کا بچا ہے اور اس کے نئے چیف جسٹس سے ہم نے یہ امید باندھی تھی کیونکہ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ عدلیہ کے وقار کو بلند کیا جائے گا لیکن سپریم کورٹ میں اسناد کے حوالے میں جو فیصلہ کیا، آپ نے اس کی حیثیت دیکھی، ہمارے علاقوں میں ماتحت عدالتوں نے، returning officers نے اس کا مذاق اڑایا اور یہ کہا کہ یہ صرف ایک دباؤ کے لئے ہے اور واقعتاً اور عملاً ایسا ہی ہوا ۔ اگر سینکڑوں نہیں تو بیسیوں کیس داخل کئے گئے لیکن کسی پر ایک آدھ کے علاوہ عمل نہیں ہوا اور جہاں ضرورت پڑی جیسے کہ گل نصیب صاحب نے کہا کہ اپنے oponents کو ناکام کرنے کے لئے اس سے کام لیا گیا لیکن ہمارے علاقے میں کوئی نہیں۔ وہاں بیسیوں کیس پڑے تھے ۔ مولانا شیرانی صاحب نے بیان دیا کہ میں اس ملک کے لئے صدارتی نظام کی بھرپور حمایت کرتا ہوں، technocrat کو وزیر بنانے کی حمایت کرتا ہوں اور وہ جو تین تاریخ کے لئے پیشی مقرر تھی،

اس کی پیشی دس تاریخ مقرر کی گئی۔

جناب والا! ایسے حالات میں جب سپریم کورٹ کے فیصلے کی کوئی اہمیت نہ ہو اور ناظم کے امیدواروں نے کہا کہ ہم چائے کی پڑی پر کاغذات نامزدگی جمع کراتے ہیں، وہ کاغذ جس میں بروک بانڈ کی پڑی ہو، وہ منظور ہوں گے اور واقعی وہ منظور بھی ہوئے اور وہ ناظم بھی بنے، ان کے پاس کوئی سند نہیں ۔ میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ فوٹو سٹیٹ کی دکانوں میں بکتے ہیں، وہ تمام اسناد بکتی ہیں، ان کی کوئی اہمیت نہیں ۔ میں مذہبی مدرسوں کا احترام کرتا ہوں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ جو voter ہے ، وہ امیدوار بن سکتا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہ ہو۔لیکن اگر قومی اسمبلی کے سابق سپیکر، گوہر ایوب کے لئے B.A. کی شرط ہے کہ وہ ممبر نہیں بن سکتا، عطاء اللہ مینگل نہیں بن سکتا، اختر مینگل نہیں بن سکتا یا نوابزادہ نصراللہ خان نہیں بن سکتا تو پھر کوئی نہیں بنے گا ۔ اگر بنے گا تو وہ قاعدے اور قانون کے مطابق بنے گے، ایسی اسناد سے نہیں جو فوٹو سٹیٹ کی دکانوں میں بکتی ہیں ۔ جناب والا! ایسے حالات میں ہم نے سپریم کورٹ کے فیصلوں کا وقار مجروح ہوتے دیکھا۔ ملک مجید صاحب کے کیس کے متعلق سب نے دیکھا ۔ ہم نے جگ ہنسائی کرائی۔ یہ آپ کا ایک سینئر وائس پریزیڈنٹ ہے۔ آپ نے ایک جرنیل کی ڈگری کا کیا مذاق بنایا؟ تمام دنیا ہنستی رہی کہ اس ملک کا ایک فوجی جرنیل ہے اور اس کے میٹرک کے کاغذات نہیں ہیں۔ مقصد کیا تھا؟ مقصد اسے ناکام بنانے کا تھا۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ حکومت کی مشینری صرف جاگیرداروں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کو ان انتخابات میں مسلط کرنے کے لئے ہے اور پھر اس عزم کے لئے ہے جو دانشوروں نے ظاہر کیا تھا کہ اب جرنل صاحب آمریت کو دوام دینے کے لئے اور صدر بننے کے لئے ان ناظمین کو ایک electoral college بنائے گا۔ ضلعی ناظمین جنرل مشرف صاحب کو ووٹ دیں گے۔ یہ جو ہم دھاندلیوں کے ریکارڈ توڑنے، جمہوری اقدار کی تباہی اور حکومتی مشینری کے ذریعے rigging کا اک طرفہ تماشا دیکھ رہے ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کو لایا جا رہا ہے جس میں پھر مشاہد صاحب بے بس ہوں گے۔ وہ electoral college کا حصہ بنیں گے۔ وہ جنرل کو ۵ سال کے لئے مزید اس ملک پر مسلط کریں گے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! میں وقت کا خیال اس لئے رکھ رہا ہوں کہ یہ بہت اہم موضوع ہے۔ بلدیات اب ایک one unit بن گیا ہے۔ اب ہماری کوئی خود مختاری نہیں رہی۔ بلدیات کے نام پر ۱۲ محکمے پہلے بھی صوبوں سے چھین لئے گئے تھے اور اب ہمارے ضلع میں ایک کرنل اس کا حکمران ہے۔ گو کہ ہر ضلع میں کرنل کی حکمرانی ہے اور وہ جوابدہ ہے۔ یہ جس کو آپ ناظم بولتے ہیں اس ناظم کو اگر ہم جمہوری ووٹوں کے ذریعے منتخب کریں، عوام کے ووٹ کے ذریعے آئے ، ایک جمہوری پارٹی کا نمائندہ ہو اور عوام کے سامنے خود کو جوابدہ بنائے تو پھر وہ جنرلوں اور کرنلوں کی بات نہیں مانے گا۔ وہ ضلع میں حقیقی ضلعی حکومت بنائے گا۔ اس لئے ان کا راستہ روکا جا رہا ہے۔ یہ جو رضا ربانی صاحب اور ڈار صاحب کی پارٹیوں نے ۷۰ لاکھ ووٹ لئے تھے۔ جناب چیئرمین! اب آپ پوچھیں کہ ان کو کیا ووٹ ملے ہیں اور کیا یہ ان کے حقیقی ووٹ تھے؟ کل کوئٹہ میں جس طریقے سے ضلع ناظم کے لئے دھاندلی کی گئی۔ بدترین کرپٹ آدمی کو دوبارہ کوئٹہ پر مسلط کر دیا گیا جس نے پہلے کوئٹہ کو نیلام کیا تھا۔ بدترین کرپٹ آدمی کو مسلط کرنے کے لئے تمام حکومتی مشینری استعمال ہوئی اور سرعام خرید و فروخت کا سلسلہ جاری تھا۔ یہی حال صوابی اور پشاور میں بھی ہوا۔ یہ امیر مقام صاحب کا کارنامہ ہے۔ اس نے تمام پشتونخواہ میں جتنے جتنے ووٹ خریدے اور جس قیمت پر خریدے ہیں ہمارے لاکھوں اور کروڑوں عوام اس کے گواہ ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ وہ ذرائع ہیں کہ اب جمہوری نظام پر ہمارا اعتماد ختم ہو رہا ہے۔ اب پارلیمانی جدوجہد سے لوگ بیزار ہو رہے ہیں۔ جب پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کو، جب دوسری ایسی قومی جمہوری پارٹیوں کو آپ جمہوری طریقے سے نمائندگی نہیں دیں گے تو پھر وہ کیا سوچیں گے؟ وہ پھر جدوجہد کے نئے طریقے سوچیں گے۔ جناب چیئرمین! یہ بلدیات محض ایک ذریعہ تھا بدترین one unit مسلط کرنے کا اور جنرلوں کی حکمرانی کو ایک نئی شکل دینے کا۔ وہ شکل یہ ہوگی کہ یہ عین ممکن ہے کہ آئندہ یہ بلدیات کے ناظمین ہمارے جنرل کی صدارت کے ووٹر ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بلدیات پر بحث ہو اور یہ جو جمہوریت کا، جیسا کہ رضا ربانی صاحب نے کہا کہ جنازہ نکالا گیا اس کے لئے ہمیں ماتم کرنا چاہیے۔ ہمیں خون

کے آنسو رونا چاہیے اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی اور اختلاف میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی۔ اس میں ہمارے دو اہم ادارے تباہ ہو گئے۔

جناب چیئرمین: اب تشریف رکھیئے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: الیکشن کمیشن اور سپریم کورٹ کا وقار خاک میں مل گیا ہے۔ ان کے فیصلے، ان کے احکامات اور ان کا وقار بحال ہو۔ وہ تب بحال ہوگا جب بلدیات حسب سابق صوبوں کے اختیار میں ہوں۔ شیڈول ۶ میں جو لایا گیا ہے یہ ان سے نکالا جائے اور صوبوں کے اختیار میں دیئے جائیں اور ان کے ذریعے چلایا جائے اور ان کے ذریعے آئینی حدود میں ان کے انتخابات ہوں۔ جناب چیئرمین! تشکر۔

جناب چیئرمین: میں ممبران سے request کروں گا کہ وقت کا خیال رکھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ speakers بول سکیں۔ ہمارے پاس مختصر وقت ہے۔ مسز تنویر خالد۔

سینیٹر تنویر خالد: Thank you very much sir, آپ نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا ہے ۔جناب! ہمارے قائد حزب اختلاف نے بڑی جامع تقریر کی ہے اور میں مانتی ہوں ان کی ریسرچ کو اور لگتا ہے کہ سارے الیکشن کے دور کو انہوں نے personally supervise بھی کیا ہے۔ اس کی رپورٹ بھی تیار کی ہے اور وہ رپورٹ انہوں نے 195 pages کی تیار کرکے پیش بھی کی ہے ۔بہت ہی زیادہ تحقیق کی ہے لیکن میں یہاں پر آپ کو سب سے پہلے تو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کی والدہ محترمہ ناظمہ منتخب ہوئی ہیں اور سندھ کو یہ عزت حاصل ہوئی ہے کہ جہاں سے چار خواتین منتخب ہوئی ہیں ۔جناب والا! خاتون ہونے کے ناطے سے مجھے اس بات کی بڑی خوشی اور فخر ہے کہ سندھ سے اتنی خواتین منتخب ہوئی ہیں۔ اگرچہ مجھے ہمیشہ شکوہ رہا کہ پنجاب سے تو پانچ خواتین منسٹر تھیں لیکن سندھ سے کوئی خاتون منسٹر نہیں بنائی گئی لیکن اب لگتا ہے کہ ہماری خواتین نے جیت کر پھر ایک دفعہ یہ ثابت کردیا ہے کہ سندھ میں خواتین بھی کتنی لائق اور باصلاحیت ہیں ۔

تقریروں میں ہمارے قائدین حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ موجودہ الیکشن میں ریاست خود ملوث رہی ۔ اگر ان کا ایسا خیال ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ شاید پاکستان میں الیکشن

ہونے کا یہی طریقہ اور یہی طرز اور یہی style ہے کیونکہ ایک بڑا دہشت ناک واقعہ مجھے یاد ہے 1977 کے الیکشن کا جس میں کہ میرے رشتہ دار اور دوست کالج میں لیکچرر تھے اور انہوں نے یہ بات بتائی تھی کہ اس وقت کی حکومت کے ایک بڑے معزز وزیر نے ان کو خطاب کرکے یہ بتایا تھا کہ آپ کی ڈیوٹی پولنگ بوتھ پر ہوگی۔ ان سے یہ فرمایا گیا تھا کہ کیماڑی کا سمندر دیکھا ہے آپ نے؟ تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ یہ ڈبے بھرے بھرے نکلیں ورنہ اس سمندر کو دیکھ لو، بوٹیاں اور ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی۔یہ سنی سنائی بات نہیں ہے یعنی واقعتاً جن کے اوپر گزری those Lecturers were so terrified کہ ہم کیا کریں اور کیا طریقہ ہوگا اور ان میں سے کافیوں کی ڈیوٹی منوڑہ پر بھی لگی ہوئی تھی۔

جناب! اس طرح تو ہوتا رہتا ہے۔ یہاں پر شاید یہی style ہے اچھا یا برا، صحیح یا غلط لیکن جو کونسلرز کی اس طرح کی حکومت بن رہی ہے یہ جو نیا طریقہ ہے بے شک پاکستان کی گزشتہ حکومتوں میں ہر دور میں جیسے کہ اکثر کو شکایت ہوتی ہے کہ feudal طبقہ ہے جن کا ہر علاقے میں زور اور ان ہی کا راج اور ان ہی کی حکومت ہے۔ اگرچہ صدر پرویز مشرف نے بہت کوشش کی کہ devolution ہو جائے اور power عوام تک پہنچ جائے جس میں ایک قابل تعریف کوشش ایم کیو ایم کی بھی ہے اور اس بات کو میں مانتی ہوں کہ انہوں نے پاکستانیوں کو grass roots level پر حکومت میں پہنچایا۔ یہ ان کا بڑا قابل قدر کارنامہ ہے اور اس سے devolution پوری پوری طرح سے ہوا اور عوام تک حکومت گئی لیکن ابھی بھی جو کونسلرز اور ناظمین کے انتخابات ہوئے ہیں ان میں دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر پہلے ایک feudal کا راج تھا اب کیونکہ حکومت کا style پھیل گیا ہے تو ان ہی feudals کے اب ایک کی جگہ دو، دو کی جگہ چار، چار کی جگہ دس خاندانوں کے افراد حکومتوں میں ہیں۔یہ feudals کی حکومت ہے تو feudals کا آنا تو بہرحال موجود ہی ہے لیکن موجودہ حکومت کی کوشش سے تقریباً 50% نہیں تو about half سے کچھ ہی کم percent میں عوام کے نمائندے بھی ہر سطح پر حکومت میں شریک ہیں۔ قومی اسمبلی میں، سینیٹ میں اور دوسرے حکومت کے ہر level میں ہم لوگوں کی طرح سے عوام جو نہ وزیروں کی اولاد ہیں، نہ وزیروں کی بیویاں ہیں نہ وزیروں کے رشتہ دار ہیں یہ سارے اپنی حیثیت، اپنی قابلیت کی وجہ سے یہاں پر موجود ہیں۔ ایک الزام جو لگایا گیا کہ

حکومت نے یا صدر نے کھلے عام یہ کہا کہ مسلم لیگ (ق) کو ووٹ دو ۔ never میں بہت دلچسپی سے TV دیکھتی ہوں یہ ساری چیزیں دیکھتی رہی ہوں، کسی تقریر میں کبھی یہ نہیں کہا گیا البتہ یہ تلقین کی گئی کہ progressive لوگوں کو، روشن خیال، اعتدال پسند لوگوں کو منتخب کریں۔ اس حکومت کا نصب العین ہے کہ ملک کو ترقی دیں، ترقی دینے کے لئے ترقی پسند لوگوں کو ہی ترجیح دی جائے گی کہ progressive لوگوں کو داخل کریں۔ روشن خیال کا مطلب کیا ایسا limited ہے کہ بُرا مانا جاتا ہے، روشن خیال کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ حقیقت کو دیکھیں اور اسے accept کریں اور اس حقیقت کے ساتھ آپ کو adjust بھی کرنا ہے۔ یہ تو بڑی صحیح بات ہے کہ جو موجودہ حقیقت ہے اسی کو تسلیم کرو اور اس کے ساتھ adjustment کرو، اگر یہ نہیں کرتے اور xxxx کی یاد میں، انہی کی پیروی میں آپ وہ طریقے تو اختیار کریں کہ جس سے آپ کا حشر افغانستان اور عراق کی طرح نہ ہو۔ یہ ہمارے پاکستان کی خوبی، ہماری حکومت کی سمجھ داری، ان کی سیاسی maturity ہے کہ پاکستان کو اس طرح سے بچایا کہ یہاں ایسی کوئی نوبت نہیں آئی۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس انتخاب میں scientific plan بنائے گئے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ پاکستانیوں کے نام کے ساتھ scientific تو لگا، کیونکہ مجھے اس بات کا بڑا دکھ، تکلیف اور حسرت ہے کہ مسلمانوں میں نہ scientific attitude، نہ سائنس کی طرف رغبت ہے، نہ سائنس کی ترقی کی بات کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ اقوام مغرب کے سامنے دنبہ بنے ہوئے ہیں اور ہر جگہ ان کو بے آبرو کیا جاتا ہے، عراق و افغانستان کا حشر کیا جاتا ہے، ایران کو threat کیا جاتا ہے، کسی کو بولنے کی مجال ہی نہیں ہے لیکن اگر مسلمان ایک scientific قوم ہوتی، میرے نزدیک پاکستانی دوسری Islamic states سے زیادہ ذہین، زیادہ سمجھ دار یا زیادہ بہتر in all the respects لیکن ان میں کوئی scientific چیز موجود نہیں ہے۔ اس لئے education کے ناتے سے میں نے ہمیشہ یہ سفارش کی ہے کہ نصاب میں سائنس کے عنصر کو زیادہ کیا جائے۔ میڈیا اخبار اور TV کے ذریعے سے بھی ایسے پروگرام، ایسے ڈرامے، ایسی بات چیت کروائی جائے کہ جس میں سائنس کی اہمیت واضح کی جائے، مسلمانوں میں اس کی اہمیت دلائی

+ [(xxxx) Words expunged by the order of Mr. Chairman.]

جائے کہ وہ اس جانب توجہ دیں اور ان کی یہ صورتحال نہ رہے جو کہ اب ہے۔

تقریباً تین سال ہونے کو آئے لیکن میں یہاں پر اس بات کا بڑے ادب کے ساتھ ذکر کرتی ہوں یہ روشن خیال فورم Society for Enlightened Moderation. I founded in 1996 پھر میں نے اسی کو دیکھا کہ یہ نام English میں ہے تو ایک دن میں نے سوچ کر بڑی محنت کی اور اس کا اردو میں ترجمہ نکالا کہ" روشن خیال فورم" یہ میرا فورم بالکل زندہ و تابندہ موجود ہے، ہم اس کی کراچی میں meetings کرتے رہتے ہیں، اس بارے میں حکومت سے کوئی فنڈ وغیرہ نہیں لئے جاتے، کسی طرح سے نہیں لئے جاتے، نہ باہر سے اور نہ اندر سے۔ یہ چل رہی ہے، مجھے اس بات کی نہایت، خوشی، تسلی اور اطمینان ہے کہ آج کی حکومت جس کا گلہ تھا کہ Pakistan is going backward all the time but now, today it is not going backward at all. بلکہ پاکستان ایک روشن خیال حکومت بننے کی جستجو میں آگے آگے جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر تنویر خالد: پاکستان زندہ باد و پائندہ باد۔ شکریہ۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman! anybody has the right and prerogative, what he or she wishes to say, we have full respect

لیکن میرا خیال ہے کہ اپنے انداز بیاں میں ہمیں اس طرح derogatory remarks کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے کی یا 1400 سال پہلے کی باتیں نہیں کرنی چاہیئں۔ پہلے we should have refrained from that and if I am appropriate, I am sure both sides of the House have fullest respect for 1400 years ago what happened and I think, if you feel appropriate, those remarks should be expunged sir. It is certainly against the fundamental spirit of Islam. We must not forget, we are Muslim before, then we are anything else

and everybody must be moderated, must be enlightened, everything is fine but we should not go to that degree that we start regretting or repenting that 1400 years ago that happened, we should not be talking about that. I think that's what made us Muslim, gave us an Islamic State.

میں آپ سے request کرتا ہوں کہ وہ جو few words ہیں' غالباً ان کی intention نہیں ہو گی' I am sure.....

سینیٹر تنویر خالد : میں نے بالکل نہیں کہا' میں نے کہا کہ اس کے اوپر فخر کرتے رہتے ہیں آج تک۔۔۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : فخر کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: Any remarks, they are delivered

جب سنیں گے they will be removed that are delivered.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : اس پر فخر کرنا چاہیے' what I am saying کہ آپ اس کی regretable definition نہ بنائیں اور مہربانی کر کے اس پر فخر کرنا چاہیے' نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ادوار پر فخر کرنا چاہیے' وہ ہماری base ہے that is begining of our Islam and everything. تو مہربانی کر کے ان چند الفاظ کو I am sure, expunge کیا جائے گا۔

Mr. Chairman: Anything derogatory will be certainly expunged, rest a sure. Sardar Muhammad Latif Khosa.

Senator Sardar Muhammad Latif Khosa: Mr. Chairman! thank you very much for giving me the floor. We have seen the most devisive and bloodiest elections in Pakistan and that really is annihilation of democracy and the political party system. I thought, we would be progressing gradually towards a national consensus, I beg pardon with

the establishment of the parliaments in the country; we would be going towards the political system which would be for the betterment of Pakistan and for the betterment of the people of this country. But unfortunately the first step taken in this behalf was itself so preplanned and I think, there was a purpose behind it. The pupose behind it, as usual with the establishment, has been that they will have an aversion towards the politicians and the political system and they have been gradually wanting to annihilate the political system in this country so that they can entrench and have system of dictatorship, a system which is short of the people's participation in the country. Sir, unfortunately what started up, what kicked up is, firstly that under Article 140 (a) of the Constitution, these were provincial subjects and it was obligatory on the provinces to have the local bodies established within their own provinces. The first step we took is, as we are progessing and this is what I see and foresee that we are being taken towards the Presidential form of government and these all steps are towards the same direction. The first step taken was that these were made by the President of Pakistan, the Local Government Ordinances of 2001 and they were protected under the 6th Schedule which means that even the provincial assemblies and parliaments and governments would not be able to bring about any amendment without the prior permission and consent of the President of Pakistan which is again making the President incharge of the provincial system of local governance as well. So, this is how it started up and the strangle was that the people would be regulated through the district governances and

the initial steps were that this would be an electorate for the presidential form of government which may be, we are drifting and we are being led towards the same system. Then what when we had this on the annals and the local bodies were dissolved, what we saw is that the President permitted the provinces to make amendments and those amendments again were tailor made to empower the provincial heads, to empower the provinces which means the Chief Minister was empowered with the power to dismiss the district Nazim and to take action even of dissolution which again was a cruel joke with the democratic establishment of empowering the people at the district level. Sir, then what we saw is an Acting Election Commissioner. Now sir, the basic norms of democracy are - fair, free and transparent election. If there is no transparency in the election, there is no democracy, there is no people rule at all. That is a farcical exercise which is there just as a show piece and show business which is being resorted to either for international soothing or for the people of Pakistan themselves.

Now what happens is that an Acting Chief Election Commissioner is being appointed against the permanent vacancy, against the permanent office in the Constitution. Sir, the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan envisages a high powered Election Commission. Under Article 218, it is empowered that all authorities including the President, the Prime Minister, the Chief Executive, the Provinces and everybody has to act in aid of the Election Commission and the Election Commission is the Incharge of a transparent, free and

fair elections and their norms and rules which have settled down and laid down and even the Chief Election Commissioner can take action against the Head of the State and against the Head of the Province. It is felt that they are being obstructed to a free, fair and transparent election. Can you imagine, sir, that an Acting Chief Commissioner with no security of service, with no guarantee of his job, he is immediately being removed and sent back to his office without any resuming at all? Can you imagine, sir, such a Chief Election Commissioner take any strong action, any strong steps? I was incharge of my party of a Monitoring Cell of Pakistan. Sir, we had, as well the Leader of the Opposition has sent 190 pages and we sent about hundreds of complaints to the Chief Election Commissioner and my forwarding letters and I also personally met not once but a couple of times and apprised the Chief Election Commissioner the excesses were being committed and believe you me sir, as it has been said, well the Chief Election Comissioner said, well you need proof for that. Now where do you expect me to bring the proof for evidence or witnesses before the Chief Election Commissioner that the Chief Executive that is the Provincial Head, the Chief Minister in Tharparkar, we said he has out of the 44 Unions, 37 have been elected un-opposed. We said the proposers, the seconders, the candidates have been picked up, abducted, obstructed, their relatives were in service they were suspended. They are brow-beaten into submission, otherwise the action would have been taken against them and this was apparent on the face of it that in the last Election 2001 he had only 3 Union Nazims with him

and this time 37 out of 44 are being elected un-opposed in Tharparkar alone. We gave the examples, we gave everything that what is happening, the houses are being erased, the business premises are being raided, the people are being arrested, they are being booked in false and fabricated cases. We also gave those FIRs and even despite that reports were being called. Reports from whom? Reports from the Provincial Governments. How is the Provincial Government going to say that we have indulged into all these exercises of excesses and transgressions, how are they going to admit that at all? Then it was said we are calling reports from the District Retruming Officer. How is the Distrcit Returning Officer going to report that the man has been abducted, when the man has not been abducted in his face or in his presence. The man has been confined in his house. He has been abducted and took to the Returning Officer, he has been abducted and he has been confined by the DPO, by the police officers and then top of it, I am calling reports from the DPO, the District Police Officer. Now how is the Police Officer going to say that I have abducted these people. Sir, these are matters which had to be taken notice of and congnizance by the Chief Election Commissioner and the Election Commission of Pakistan only because it is a neutral, permanent office, a permanent institution. Unfortunately, they have an institution in which it was Acting Chief Election Commissioner, who has no guarantee and no security and who was thoroughly sir thus being assisted by the Administration at all. It was a rigging starting from the State itself and as it is being said..

ریاستی دہشت گردی اس کا کیا تدارک ہو سکتا ہے جہاں when it is ریاستی دہشت گردی ریاست خود اس معاملے میں indulge کرے۔ ابھی کہا گیا ہے کہ President of Pakistan نے نہیں کیا۔ Prime Minister and Chief Ministers نے نہیں کیا۔

Sir, we have given proof of the press reporting where the President of Pakistan, the Prime Minister, the Chief Ministers they went to various places, they had the Local *Nazims* with them, they took up thier hands like this in solidarity. They had public meetings, they announced development funds to the tunes of crores of rupees at various places, starting from Hyderabad, starting from Murree, starting from Rawalpindi, starting from Multan and everywhere in the province, in the country, we had the high executives proclaiming about development funds and the *Nazims* who were with them, who were the official nominees.

Now the other part of fraud which was played with the pro-assistance was that it is a non party election and sir, you have seen it, who has not seen it that officially every Nazim was nominated by the government party, by Chief Minister himself. If there were nominations made at that level, so how I know it that it was a non party election. This was a fraud 'and a solemn affimartion was taken with the nomination papers of each candidate that I have not been supported by any political party, I do not belong to any political party, a solemn affirmation with the nomination papers are filed. Is it not a fraud and false statement made on oath by every candidate who now stands elected or stands defeated or has taken part in the process. So sir, this was another part of the thing and obviously what was meant to all the meaning and meaning kindly see

how it started up again. It started up with the districts being devolved first, the districts were broken up which were the strong hold of opposition. The tehsils were created and transferred sir, and then union councils were created. Then sir, the delimitation was taken, delimitation cannot be undertaken except in accordance with Section 11 where majorty of that union council resolved through a resolution that this portion may be expunged or this portion may be added, it cannot be done through an Executive or an Administrative order and this was done and we had to go to the Supreme Court of Pakistan. The Supreme Court in the case of Jhelum set aside the delimitation ordered by the DCO and said that it cannot take place. Then even in Rawalpindi sir, this was excessively resorted to and the High Court, Rawalpindi bench following the Supreme Court judgement set aside those delimitations. Now these are the cases which I had the occasion of personally doing them. So I know these but it happend all over in the country sir, where this was done to tune and to suit the government party and their candidates. The unions were tailor made, the delimitation was done according to their convenience and suiting sir and the opposition was thrown into one portion. Some body's house was taken from this place and put in another Union Council where you would just be locating it. Then sir, one crore votes have been excised out of it, taken out of the electoral list. Now the electoral list of 2001 which was to be the basis of the election and which were meant for the elections of 2005 out of those one crore vote excised and there was writ petition filed before the High Court at Lahore and it was said that where

have the votes gone, where have they vanished, they could have been increased but this is decrease because age had been decreased from 21 to 18 years, so that means there had to be an addition of votes in the electoral list.....

Mr. Chairman: Please keep in mind the time frame.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Yes sir. Sir this was another form of rigging which unfortunately the Chief Election Commissioner could not foresee and complaints were made to him, what is this happening, where the votes vanished and evaporated because that youth they intended to go and vote for a particular political party which genuinely is progressive and which is enlightened, not the enlightenment and the progression which we see now have been proclaimed by the party in power or the President of Pakistan. So sir, this is another way unfortunately in which the elections were. Then sir, non party elections are always divisive. We have seen a division of society at the *mohalla* level, at the grass roots level and we have seen the bickering which unfortunately has taken place. The number of murders that have taken place in this election, the number of criminal cases that have been registered sir, the number of accesses that have been committed, I think this is the history, we will write in history, we will show that these were the elections.....

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Yes sir. Sir

with this I would respectfully say that instead of this political annihilation which is taking place because it appears that now the people of Pakistan are being made to believe that this people and this nation and this country is not safe for democracy. So what is now happening is that we are drifting towards Presidential form of government and probabbly we will see the dissolution of the assemblies in March or April 2006 and with this triangle of district governances they proclaim that they have won a massive victory. Through this probably 108 district governances, they would be the electorate of the President and General Musharraf then will introduce the Presidental form of government with two third majority.

Mr. Chairman: Please conclude now.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: And probably we will see the dissolution of the assemblies in March or April, 2006 and with this triumph of the district governments they proclaim that they have won a massive victory. Through this, probably 108 district governments sir, they would be the electorate of the President General Musharraf then they will introduce Presidential form of Government with two third majority.

I would say sir, let us for once speak about Pakistan, let us for once think above ourselves. Let us have consensus sir. At least let us not destroy the fabric with which we have come down here. So, that is why I think what is required is a national consensus. What we need is to

strengthen the institutions, the democratic institutions, the parliamentary system of democracy. We should not tinkle with the Constitution and we should not tinkle with the Parliamentary form of government which has come to stake. God save, if we go for a Presidential form of Government. We had half the country sliced off and Ayub Khan when he brought the presidential form of government and if Genl. Musharraf does this, God save the country. Thank you very much.

Mr. Chairman: We have some speakers to speak and the time is limited. We are close to Iftar time. I would request the members to please be very precise and not take more than five minutes each.

پری گل صاحبہ آپ Point of Order پر بولنا چاہ رہی ہیں؟ اچھا بولیں اور مختصر رکھیں کیونکہ کافی speakers ہیں ابھی۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی اجازت سے، اگر آپ اجازت دیں، سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے موقع دیا بولنے کا اور میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں آپ کی ممی کی کہ وہ ناظم بن گئیں۔ یہ ہمارے لیے، خواتین کے لیےبڑا فخر کا مقام ہے اور ہم تمام خواتین کی طرف سے، بلکہ پاکستان کی خواتین کی طرف سے تمام خواتین کو مبارکباد دیتے ہیں اور جتنے بھی پاکستان میں ہمارے ناظم بنے ہیں ان کو بھی مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! کافی یہاں پر باتیں ہو رہیں تھیں اور کافی تقریریں ہو رہی تھیں۔ یہ میرے colleague ہیں میں ان کی طرف اشارہ کر کےنہیں بولوں گی۔ میں جو سچائی ہے وہ بولوں گی۔جناب چیئرمین صاحب! ہمارے رضا ربانی صاحب جن کا میں بہت احترام کرتی ہوں، عزت کرتی ہوں، دل وجان سے احترام کرتی ہوں، میرے colleague ہیں مگر ایک بات انہوں نے سینیٹ کے floor پر کہی کہ پرویزمشرف ہر علاقے اور گاؤں گاؤں جا کے

convincing کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ بھئی قائد اعظم لیگ کو ووٹ دیں۔

جناب چیئر مین صاحب! میرا خیال ہے کہ ان کی تمام تقاریر کا ریکارڈ ٹی وی میں موجود ہے اور انیسہ زیب جو ہماری Minister ہیں وہ بھی، مگر انہوں نے یہ کبھی بھی نہیں کہا کہ قائد اعظم لیگ کو ووٹ دیں۔ انہوں نے صرف یہ کہا کہ ان لوگوں کو ووٹ دیں جو آپ کے معیار پر پورا اتریں، جو آپ کے لیے کام کرے، جو آپ کے کام آئے۔ جناب میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جب بھی جمہوریت، جمہوریت ، جمہوریت کی بات کرتے ہیں، میں حیران ہو ں کہ یہ کونسی جمہوریت چاہتے ہیں،وہ کہاں سے آئے گی جمہوریت یعنی آج سے دس سال پہلے بھی یہ چیخ رہے تھے جمہوریت، پندرہ سال پہلے بھی یہ جمہوریت، پانچ سال پہلے اور اب بھی جمہوریت۔ خدا کے لیے آپ دیکھیں اتنا fair election ہوا ہے۔ ابھی ہمارے colleague نے کہا کہ سات کو سات سو بنا رہے تھے، آٹھ کو آٹھ سو بنا رہے تھے، ووٹ ڈال رہے تھے اور لوگوں کے گھروں پر چھاپے مار رہے تھے، لوگوں کو گھروں سے اٹھا کے لے جا رہے تھے۔ میرا خیال ہے یہ سب غلط ہے۔ کبھی بھی پورے الیکشن میں ایسا نہیں ہوا ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! یہ پرانی باتیں کر رہے تھے جو کہ ان کے دور میں اور نواز شریف کے دور میں اور بے نظیر کے دور میں جو بھوربن کے ہوٹل بھرے ہوتے تھے۔ یہاں سے وہ عورتوں کو پورے گھروں پر چھاپے مار کے جب تک وہ کونسلر اٹھا کے وہاں سے نہیں لے جاتے تھے ووٹ ڈالنے کے لیے، ان کی عورتوں کو بھی لے جاتے تھے۔

یہ اس دفعہ پرویز مشرف، ٹھیک ہے کسی کو اچھا لگتا ہے، کسی کو اچھا نہیں لگتا مگر پورے پاکستان کے عوام کو اچھا لگتا ہے۔ سب کو اگر اچھا نہ لگے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پاکستانی عوام سے پوچھیں کہ پاکستانی عوام اس کو کتنا like کرتے ہیں۔ یہ مت سمجھنا کہ میں ان کی تعریف کر رہی ہوں۔ میں صرف سچ بول رہی ہوں۔ انہوں نے یہ غلط کام کبھی بھی نہیں کیا کہ آپ زبردستی ووٹ ڈالیں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ بے نظیر کے دور میں آپ یقین کریں کہ اس وقت میں بھی تھی، یہ لوگ رات کے وقت چھاپے مار کر تمام لوگوں کو اتنا ہراساں کرتے تھے کہ نکالو باہر کہاں ہے وہ کونسلر ہمیں اس کا ووٹ چاہیے۔ جناب! نوٹوں کی گڈیاں تو یہ کھولتے تھے۔ پرویز مشرف بیچارہ تو ایک general غریب سا بندہ ہے، اس کے پاس

اتنی دولت کہاں سے آئے گی جو وہ خزانے کے منہ کھولے۔ یہ سب سوچنے کی باتیں ہیں۔ میں تو اس لیے کہتی ہوں کہ بھئی اب بھی وقت ہے۔

اب ان مولانا صاحب کو دیکھیں، آپ دیکھیں کہ پورا Frontier ان لوگوں کا ہے، پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ جی دھاندلی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے Chief Minister نے دھاندلی کی ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ جو اپنے علاقے کی برائی کرتا ہے تو وہ کیا پاکستان کی برائی نہیں کرتا ہوگا۔ یعنی یہ کہ وہ کھلم کھلا floor پر کہتے ہیں کہ جی وہاں پر یہ ہوا، Frontier میں وہ ہوا اور جو graduates تھے ان کا یہ ہے، ہمارا وہ نہیں مانتے ہیں۔ بھائی جب آپ اپنے گھر کی برائی کرتے ہیں تو آپ پرویز مشرف کے کیا بنیں گے۔ بات صاف ہے۔ اگر ان کو بات بری لگتی ہے۔ ان کی طرف سے یہ بنیادیں رکھی گئی ہیں دھاندلی کی۔ میرے خیال میں جتنی دھاندلی انہوں نے کی ہے، ڈبے تو یہ بھر کر لے آتے تھے۔ میں بھی اس زمانے میں تھی، کیا مجھے نہیں پتا، پورے پاکستان کے عوام کو پتا ہے کہ اس وقت کیا ہوتا تھا۔

پرویز مشرف میں ایک بات ہے کہ وہ صاف گوئی سے کام لیتے ہیں۔ صاف بولتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، fraud نہیں کرتے۔ یہ لوگ نعرے لگاتے تھے، قمیضوں کے بٹن کھول کر نعرے لگاتے تھے "روٹی کپڑا اور مکان، ملک سنوارو" وہ کام یہ بندہ نہیں کرسکتا۔ وہ جناب! ایک فوجی بندہ ہے، وہ اپنے ایک style سے چلتا ہے۔ مگر آپ آج تک دیکھیں، ان کے جتنے بھی وعدے تھے، انہوں نے پورے کیے ہیں۔ کون سا ایسا وعدہ ہے جو اس نے پورا نہیں کیا اور اس نے غلط بیانی کی۔ آپ کی Union Council کے Elections ہوئے، آپ کے MPAs کے elections ہوئے، آپ کے سینیٹ کے elections ہوئے جو آج آپ بطور سینیٹر یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے MNAs کے elections ہوئے، اور کیا چاہیے آپ کو۔ اس سے زیادہ کیا چاہیے آپ کو۔ اب تو آپ کے پاس دن ہی تھوڑے رہ گئے ہیں، مگر یہ ہے کہ اچھے طریقے سے گزارو، کچھ ترقیاتی کام کرو۔ کچھ کارخانے لگاؤ، کچھ مزدوریاں دو لوگوں کو، کچھ ایسا کام کرو تاکہ جب آپ وہاں پر جائیں گے تو کم از کم آپ کے لوگ welcome تو صحیح طریقے سے کریں۔ یہ نہیں کہ تین مہینے کے بعد جب آپ وہاں پر جائیں تو وہ یہ نہیں پوچھیں گے کہ آپ نے پرویز مشرف کو برا بھلا کہا یا نہیں کہا۔ وہ آپ سے یہ پوچھیں گے کہ ہمارے لیے آپ نے

کیا کیا ہے۔ اس لیے اب چھوڑیں ان باتوں کو۔ پرویز مشرف 2007ء تک رہے گا، اس کے بعد اللہ مالک ہے، اور بھی آگے رہے گا اگر اللہ نے چاہا۔ آپ لوگ، ہم لوگ اپنے لیے کچھ کریں۔ یہاں سے اب ہم جا رہے ہیں، پانچ، چھ مہینے رہ گئے ہیں، کم از کم یہاں پر کچھ کام ایسے کر کے جائیں تا کہ آنے والے elections میں آپ کو ووٹ تو مل جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ وقت ہو گیا ہے۔ ابھی دوسروں کو موقع دیں۔

سینیٹر آغا پری گل: ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید سجاد حسین بخاری۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, on a point of order.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایک order ہے اس پر ہی چلنے دیں۔ میں آپ کا نام لکھ لیتا ہوں، جب speeches ختم ہوں گی تو میں اس میں ڈال لوں گا۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ ہمارے ساتھیوں نے بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے بہت خوبصورت باتیں کہیں، تفصیلات کے ساتھ تمام معاملات کا ذکر کیا۔ اس ملک میں جنرل مشرف صاحب کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد سے کئی elections ہوئے۔ ہر election میں ایک خاص دھاندلی کا انداز اپنایا گیا۔ ہر مرتبہ اس پر چیخ و پکار ہوئی۔ میڈیا میں قوم کی طرف سے، عوام کی طرف سے، سیاستدانوں کی طرف سے، ہر سطح پر اس پر بات ہوئی اور خیال یہ کیا گیا کہ شاید اس چیخ و پکار سے آئندہ جو ہونے والے elections ہیں وہ شاید کچھ شفاف ہو جائیں، شاید کچھ فرق پڑ جائے، شاید وہ خرابیاں دوبارہ سامنے نہ آئیں، جن پر پوری قوم پریشان ہے، جس پر پوری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔ ہم پہلے بلدیاتی انتخاب سے لے کر کل جو مکمل ہوئے بلدیاتی انتخابات، وہاں تک کی تاریخ دیکھیں، درمیان میں صدارتی ریفرنڈم کو دیکھیں، ہم 2002ء کے elections کو دیکھیں، ہر مرتبہ دھاندلی کا ایک نیا تجربہ کیا گیا، ایک نیا ریکارڈ بنایا گیا۔ ہم نے سوچا کہ ہم اپنا فرض ادا کریں۔ یہ باتیں قوم کے سامنے لائیں۔ یہ باتیں عوام کے سامنے لائیں۔ کچھ ان سے اپیل کریں کہ اپنے اعمال پر کچھ غور کریں۔ اس قوم کے ساتھ اتنا فراڈ

جائز نہیں ہے۔ کاش آپ اس ملک کا سوچیں، اس ملک کی آنے والی نسلوں کا سوچیں، اس ملک کو ایک سسٹم دیں۔ اس ملک کو جمہوری نظام دیں۔ جس کا ہمارے آئین میں تحفظ فراہم کیا گیا ہے لیکن افسوس کہ

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح سے یہ الیکشن غیر جماعتی announce کئے گئے دنیا میں تو، جمہوری ملکوں کی تاریخ میں ہم نے دیکھا ہے کہ یہ جو بلدیاتی انتخابات ہوتے ہیں یہ ایک سیڑھی ہوتی ہے، یہ سیاست دانوں کے لئے ایک ٹریننگ کورس ہوتا ہے وہ پھر پارلیمنٹ میں جائیں، یہاں سے ٹریننگ لے کر جائیں لیکن بدقسمتی سے جو ادارے ٹریننگ کے لئے ہوتے ہیں ان کو کہا گیا کہ وہاں تو سیاسی جماعتوں کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ اس ملک کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں۔ چلیں یہ اگر اعلان بھی کیا تھا تو پھر اس میں سچائی ہونی چاہیے تھی، اس پر قائم رہنا چاہیے تھا، مگر جیسے یہ اعلان ہوا اس کے ساتھ ہی وزراء نے اعلان کر دیا کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں جا کر الیکشن لڑیں گے، بہت سارے ممبران پارلیمنٹ جن کا تعلق حکمران جماعت سے تھا وہ میدان میں آ گئے۔ جیسے یہاں پر ذکر ہوا، جنرل مشرف نے، شوکت عزیز صاحب نے اور خاص طور پر تمام وزراء اعلیٰ نے اور دو صوبوں کے وزراء اعلیٰ کی خاص طور پر میں بات کروں گا۔ صوبہ سندھ کی اور صوبہ پنجاب کی انہوں نے openly یہ کہا، شروع دن سے یہ کہا، بلکہ ابھی الیکشن کی ابتدائی دنوں کی بات ہو رہی تھی تو پنجاب کے چیف منسٹر نے کہا، اپنے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہ ایسے ہی منہ اٹھا کر الیکشن میں نہ آجانا، میں nominate کروں گا۔ جو ناظم بنیں گے، وہ میری nomination سے بنیں گے۔ سندھ کے چیف منسٹر نے یہ کہا کہ لوگ خیال رکھیں اپنے ذہن میں یہ بات محفوظ کر لیں کہ ان لوگوں کو ترقیاتی فنڈز نہیں ملیں گے، جن کا تعلق حکومت کے لوگوں سے نہیں ہوگا۔ اگر آپ کوئی ترقیاتی فنڈز چاہتے ہیں تو ایسے لوگ آئیں جو چیف منسٹر ہاؤس کے دروازے کے اندر داخل ہونے کے قابل ہوں۔ یہ باتیں openہوئیں اور اب اخبارات چیخ چیخ کر ساری صورتحال بیان کر رہے ہیں لیکن ادھر سے یہ بات ہو رہی ہے جیسے کوئی بات ہی دنیا میں نہیں ہوئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا قوم کو جھوٹ بولنے کی کوئی ایسی

مجبوری آگئی ہے کہ صرف چند سچ بولنے والے اس ملک میں رہ گئے ہیں باقی ساری قوم جھوٹ بول رہی ہے۔ سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر یہ nomination کرنی تھی پھر یہ سارا قوم کا پیسہ برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ قوم کا وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تمام nominations کر دیتے۔ ڈی سی جو تھے پہلے کمشنر تھے ان کی جگہ پر یہ ناظموں کو لے کر آئے ہیں اسی طرح سے appointment کر دیتے' ابھی بھی تو appointments کی ہیں۔ پھر قوم کا پیسہ کیوں برباد کیا۔ اتنی جانیں ضائع ہوئیں' اس الیکشن میں کتنے زیادہ لوگ مارے گئے ہیں۔ ان سب چیزوں کا کیا فائدہ ہے۔ ہم قوم کو کیا دے رہے ہیں۔ اگر ایک شخص نے اس ملک میں طاقت کے زور پر اقتدار میں رہنا ہے وہ اعلان کر دے۔ اس کو ہٹانے کی کوشش کرنے والے تو اپنی توفیق کے مطابق اپنی بساط کے مطابق وہ جدوجہد کرتے رہیں گے اگر وہ اپنی توپوں سے' اپنے ٹینکوں سے مسلط رہنا چاہتے ہیں وہ اپنی جدوجہد کرتے رہیں گے یہ تو جمہوری قوتوں کی آمریت پسندوں کے ساتھ ایک لڑائی ہے۔ یہ جنگ جاری رہے گی۔ اس جنگ میں عوام کو آپ اتنی تکلیف نہ دیں کہ موسم کی شدتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پولنگ سٹیشنوں پر جائیں اور جب ان کی رائے کسی اور طرف ہو تو اس کو راتوں رات تبدیل کر دیا جائے اور من پسند نتائج نکل آئیں۔ میں صرف انہی الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ خدارا! اس ملک پر رحم کریں۔ جتنا کوئی اقتدار کے ایوانوں میں خواہ جبراً، خواہ کسی اور وجہ سے مسلط ہے سب سے بڑی ذمہ داری اس کی ہے کہ وہ قوم کے سامنے صحیح بات کرے' قوم کو صحیح راستے پر لے کر آئے ورنہ اس ملک کو تاریکیوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر اپنی رحمت کرے ۔ آمین۔

جناب چیئرمین: محمد اعظم سواتی۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman! the question before me tonight is not whether the recent local bodies elections were free, fair and transparent. The question before me is how individually, collectively we all belonging to different political parties and from both sides of the aisle conducted ourselves in this recent election.

Fortunate enough, I have edge over everybody else in this honourable House because I have served in this local body for one year and nine months as District Nazim, Mansehra. Sir, back in 2001 when General Musharraf announced this institution, I came to this country with zeal and gusto that I am going to serve this country with utmost responsibility. Much articles at that time were written. Local news papers went on set the glitter of dollars, but today the time has passed. I swear in the name of Almighty, back in 2001 not a single rupee were spent by me to buy a single vote. Unfortunately, yesterday, I came from my district all our panel swept the district, let me acknowledge sir, 80% votes were bought, literally bought in my own district. Is General Musharraf responsible? The answer is "no". Is the Chief Election Commissioner responsible? The answer is "no". Not at all. We all sitting on both sides of the aisle are responsible for creating this novel precedent. If this country can be run just on the power of wealth, then God forbid, God forgive, I do not see any future of this country.

I make responsible all political parties, the members of all political parties specially in the NWFP that we are the responsible ones. On whose shoulder this responsibility lies that within our own hands. We participated in creating this menace.

Mr. Chairman! we have shattered the political norms, the democratic norms, the code of conduct completely. I wish the process of accountability starts from today that how we should start and not to retrace our steps but in order to stengthen the democratic institutions we

should come together with one voice that "yes" alongwith a free, transparent elections, there should not be a measure of money as we have seen in the whole NWFP in my own capacity.

Mr. Chairman! I have two solutions in order to stop what has happened as yesterday. One, that the electoral college must be completely changed rather than having a power of councilor to elect District and Tehsil Nazim, we should allow general public to elect directly tehsil and district nazims. This is how we are going to stop this political corruption. This is how we are going to empower all people regardless of any colour, any tehsil, any district. This is how we are going to steer the democratic process in a way for which this great institution of local bodies was created in 2001. I have seen many many countries, I have witnessed many many countries without local bodies and giving power to the roots, we cannot make progress.

Second, the most important that we must bring completely local bodies to the provinces and this is the only way that we can protect the provincial autonomy of this great country, of this great federation.

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین۔

جناب چیئرمین۔ سینیٹ لاؤنج میں افطاری اور نماز کے بعد وہیں پر کھانے کا انتظام ہے۔

So, we shall Insha Allah reconvene now after Iftari, Namaz and dinner at 6.15 p.m.

(The House then adjourned to meet again at 6.15 p.m.)

(وقفہ افطار و نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین جناب محمد میاں سومرو شروع ہوئی)

Mr. Chairman: We will continue with order Mrs. Nighat Mirza for the last speaker, requested to speak.

سینیٹر نگہت مرزا: جناب چیئرمین! پہلے میں دو شعر سینیٹ کی نظر کرتی ہوں۔

کوئی ہواؤں سے کہہ دے ادھر کا رخ نہ کریں
چراغ ہم نے سمجھ بوجھ کر جلائے ہیں
سفر پہ نکلے ہیں ہم پورے اہتمام کے ساتھ
ہم اپنے گھر سے کفن ساتھ لے کے آئے ہیں

جناب عالی! موجودہ بلدیاتی الیکشن میں حکومت سندھ نے اپنی بھرپور کوششوں، کاوشوں اور محنت کے نتیجے میں جن صاف و شفاف انتخابات کا انعقاد کیا اس کے نتیجے میں الحمدللہ متحدہ قومی موومنٹ نے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی ہے ۔ یہ صرف حکومت سندھ کی بات نہیں ہے الحمدللہ اس بار ہم نے بلدیاتی انتخابات میں پنجاب ، بلوچستان اور سرحد سے بھی اچھی خاصی تعداد میں seats حاصل کی ہیں ۔

جناب عالی! یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن سینیٹ نے کچھ فائرنگ کے واقعات کے بارے میں بات کی ہے تو سب سے پہلے پروفیسر غفور صاحب کے گھر پر فائرنگ کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی ۔ یہ چیز ٹی وی پر بھی دکھی گئی اور اخبارات میں بھی پڑھی گئی کہ پروفیسر غفور کے گھر پر فائرنگ کے نتیجے میں جو اطلاعات موصول ہوئیں تو وزیر داخلہ سندھ خود ان کے گھر پر تشریف لے گئے وہاں جا کر جب انہوں نے معلومات کیں تو پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ان کی گلی میں کچھ لوگوں نے فائرنگ کی تھی اور اس کی اطلاع نہ انہوں نے 15 پر دی اور نہ کہیں FIR درج کرائی کیونکہ نہ یہ فائرنگ ان پر ہوئی تھی نہ ان کے گھر پر ہوئی تھی ۔ اس

کے نتیجے میں وزیر داخلہ نے ان کی حفاظت کے لئے از خود ان کے گھر کے سامنے ایک چوکی کا انتظام کیا جہاں چار پولیس والوں کو تعینات کیا گیا۔

جناب والا! اس کے علاوہ کسی پلیجو کی بات ہوئی تو یہ فائرنگ ان پر نہیں کی گئی تھی وہ اس وقت ARY کے پروگرام میں موجود تھیں ان کے ڈرائیور پر گھریلو تنازعے کی بنا پر فائرنگ ہوئی اور غالباً وہ ہلاک ہو گئے تھے ۔ اس کے علاوہ نثار کھوڑو صاحب کی بات ہے اس سے بھی میں واقف ہوں کہ وہ ایک ہوٹل میں موجود تھے اور وہاں قریب ہی شاید کوئی پولنگ سٹیشن بھی تھا تو وہاں پر بھی جو فائرنگ ہوئی وہ ان کے اپنے تنازعہ کے نتیجے میں ہوئی تھی اس چیز کا الیکشن سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اب بات ہوتی ہے کہ الیکشن کا مقابلہ یوں کیا جائے کہ دھاندلی اور مختلف قسم کے الزامات لگائے جائیں، یہ آج کی بات نہیں ہے۔جناب! ہر دور میں جب بھی elections ہوتے ہیں تو اس قسم کے الزامات عائد کیے جاتے رہے ہیں۔

میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گی کہ ہم نے بدترین ریاستی آپریشن کے دوران بھی جو شہری سندھ کے علاقوں پر مسلط رہا، دو elections میں حصہ لیا اور الحمدللہ جو ہماری seats تھیں ان پر ہم نے اُسی طرح متوقع کامیابی حاصل کی تھی جس طرح کرنی چاہیے تھی۔ اب رہا الیکشن میں دھاندلیوں کا حساب تو جناب! اپنے اپنے حلقوں سے، اپنے علاقوں سے، اپنی حکومتوں کے دور میں خود اپنے ہی حلقوں سے یہ لوگ ہار گئے ہیں تو اس میں نہ حکومت کو الزام دینے کی ضرورت ہے اور نہ کسی پر مزید الزام تراشی کرتے ہوئے انتخابی دھاندلیوں کا الزام جائز ہے۔ اس لئے کہ عوام باشعور ہیں اور اب وہ آپ کے کام کو دیکھتے ہیں۔ اگر ہم نے اس وقت پورے پاکستان میں کامیابی حاصل کی ہے تو اس کی وجہ صرف ہماری محنت، عوام کا بھرپور تعاون اور وہ اعتماد ہے جو ہمارے کام کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوا ہے، وہ اس وقت ظاہر ہوا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ ہم مشرف صاحب کو الزام دیں یا سندھ کے CM کو یا کسی کو بھی الزام دیں تو ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ کم از کم سندھ کے حوالے سے ہم فخریہ اور سر اٹھا کر یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہاں الیکشن کے نام پر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا، وہاں گورنر سندھ، وزیر داخلہ سندھ، DIG، IG اور DIG Rangers جنرل جاوید ضیاء سب نے اتنی بہترین

حکمت عملی تیار کی کہ جس کے نتیجے میں شفاف elections کا تعین کیا سکتا ہے ' اس کا انعقاد کیا گیا اور سب نے اس چیز کو دیکھا۔ اب مختلف واقعات کو جو کہ الیکشن کے دن ہوئے' ظاہر ہے کہ اتنے بڑے سندھ میں مختلف قسم کے واقعات روز ہوتے رہتے ہیں' خصوصاً یہ وہ قبائلی جھگڑے ہوتے ہیں جو اندرون سندھ میں رائج فرسودہ نظام کی وجہ سے ہیں تو وہاں تو یہ معمول کا حصہ ہیں۔ اس کے نتیجے میں اتفاقاً اگر کوئی واقعات ہوئے تو انہیں الیکشن سے related کرنا درست نہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں اور جو الزامات لگا رہے ہیں وہ بھی اس بات سے آگاہ ہیں۔ یہ لوگ عوامی توقعات پر پورے نہیں اترے۔ پچھلے پورے چار سال میں کراچی میں جو کچھ ہوا وہ سب نے دیکھا۔ چیئرمین صاحب! آپ کا تعلق بھی وہاں سے ہے' آپ نے بھی دیکھا کہ اگر ترقیاتی کام ہوئے ہوں تو کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ منہ سے بول رہے ہوتے ہیں۔ ترقیاتی کام نہیں ہوئے اس لئے ووٹ نہیں ملے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ سندھ کو چھوڑ دیجیئے' سرحد میں بڑے بڑے نامی گرامی لوگ اپنے اپنے علاقوں سے' اپنے حلقوں سے ہارے' اس کا کیا جواز تھا۔ چلیئے اگر دھاندلی ہوئی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں پر حکومتی نمائندے یا جو حکومت سے related لوگ تھے وہ جیت گئے تو پھر جہاں ان کو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں وہاں دھاندلی کا کوئی جواز ہے یا جہاں یہ جیت گئے وہاں دھاندلی نہیں ہوئی اور جہاں حکومت یا حکومت کے دوسرے لوگ جیت گئے وہاں دھاندلی ہو گئی۔ صاف و شفاف elections کا کوئی ایک پیمانہ مقرر کر دیجیئے۔ لوگ اپنے اپنے ادوار میں دیکھ لیں کہ کیا 1977ء میں جان محمد عباسی صاحب بلامقابلہ الیکشن لڑنے کے شوق میں لاڑکانہ گئے اور وہاں سے اغوا نہیں ہوئے۔ اگر اس چیز کو بہت زیادہ open کر دیا جائے تو میں نے TV پر آج کل 1970ء کے الیکشن کے بارے میں بہت کچھ سنا اور لوگوں نے یہ دعوے کیے کہ بڑے اچھے الیکشن تھے' اتنے اچھے الیکشن تھے کہ اس کے نتیجے میں ملک دولخت ہو گیا۔ اس سے بڑی سچائی اور کیا ہوسکتی ہے اور شفاف الیکشن کے بارے میں اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر نگہت مرزا: بہرحال اس وقت عوام صرف کام چاہتے ہیں' وہ یہ دیکھنا چاہتے

ہیں کہ کون لوگ ہیں جو ان کی ضرورتوں کے بارے میں ان کے لئے کچھ کام کر سکتے ہیں اور اب صرف زبانی دعوؤں، نعروں اور کھوکھلی باتوں سے کسی کا دل نہیں جیتا جا سکتا، عوام جیتی جاگتی حقیقت ہیں جن کو اب شعور ہے، ادراک ہے اور وہ ان لوگوں کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو ان کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ اس شعر کے ساتھ میں اپنی بات ختم کروں گی۔

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیے میں جاں ہو گی وہ دیا رہ جائے گا

شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے پتا ہے کہ وقت کافی ہو گیا ہے، جناب کا زیادہ time نہیں لوں گا۔ صرف رضا ربانی صاحب کی اور مولانا گل نصیب صاحب کی بات تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ Local Bodies کے elections کے حوالے سے رضا ربانی صاحب نے 8 points دیئے کہ Government کے دھاندلی کے 8 points تھے۔ شاید ایک point ان سے رہ گیا، وہ point ان سے اس لئے رہ گیا کہ وہ point ہم سے متعلق تھا، یہ qualification کی شرط کا point تھا۔ جناب چیئرمین! یہ qualification کی شرط، یہ رسم پہلی دفعہ اس دنیا میں اس ملک میں ڈالی گئی۔ مجھے نہیں یاد، مجھے نہیں معلوم یہ qualification کی شرط دنیا کے کسی اور ملک میں بھی موجود ہو۔ پچھلے General Elections سے کچھ پہلے، immediate پہلے یہ شرط عائد کر دی گئی اور ایک notification کے ذریعے Chief Election Commissioner نے یہ شرط عائد کر دی اور انہوں نے کہا کہ یہ جو سند holders ہیں، فلاں دس institutions ہوں گے تو صرف وہی لوگ election لڑ سکیں گے۔ اس بات کو Supreme Court کے تین judges نے مولانا عبداللہ کے case میں confirm کیا اور ایک Constitutional Body کی ایک شرط کہ یہ دس institutions جو recognized ہیں، ان کی B.A degree کے equivalent ہو گی۔ یہ شرط Supreme Court نے law بنا دی۔ یہ

بات مولانا گل نصیب کی بات کی continuation میں، وہ شرط ، وہ قانون آج تک field hold کر رہا تھا۔ 30 جون کو بلدیاتی elections کے لئے schedule کا اعلان ہوا، 30 جون تک یہ law field hold کر رہا تھا کہ 21 جولائی کو election announce ہونے کے 21 دن کے بعد IBCC (Inter Board Chairman Committee) جوکہ نہ کوئی Constitutional body ہے بلکہ انتظامی حکم کے تحت وجود میں آئی ہے۔ اس نے ایک شرط عائد کر دی کہ اس میں تین subjects ضروری ہیں، matriculate ان کی جو شرط ہے، اس میں جو سند holder ہو گا، وہ English اردو اور مطالعہ پاکستان کی شرط کا ہونا ضروری ہے۔ اسی کے تسلسل میں Supreme Court کا 16 اگست کا فیصلہ آ گیا۔

جناب! اب کسی کو elections سے باہر رکھنے کے لئے ایک نیا طریقہ کار، ایک نئی رسم اس ملک میں ایجاد کی گئی کہ اس کے لئے شرائط عائد کر دی جائیں کہ آپ کے پاس یہ شرط ہو گی تو آپ اس election میں حصہ لے سکیں گے اور یہ شرائط نہیں ہوں گی تو ان elections میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ دنیا بھر میں یہ دستور ہوتا ہے، ہمارے ملک میں بھی یہ دستور تھا، وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہیں، شاید Senators case میں پیش بھی ہوئے ہوں گے، Senators case میں بھی Supreme Court نے یہ lay down کیا تھا کہ schedule آنے کے بعد کوئی change نہیں آ سکتی۔ یہاں اس ملک میں پہلی دفعہ 30 جون کو schedule آنے کے بعد qualification کی شرط کے بارے میں تبدیلیاں introduce کروائی گئیں۔ تین subjects کا addition اس لئے introduce کروایا گیا کہ ایک مخصوص حلقے کو elections سے کسی نہ کسی طرح سے باہر رکھا جا سکے۔ اس کے اوپر، اس کی affirmation میں ایک 16 اگست کی judgement بھی آ گئی۔ اب اس ملک میں دو law ہیں، ایک مولانا عبداللہ والا case ہے، اس میں بھی تین judges کی judgement ہے۔ ایک دوسری 16 اگست والی judgement ہے جس میں بھی تین judges کی judgement ہے۔ ایک میں کہتے ہیں کہ ان دس institutions کی degree graduation کے برابر ہے، ان دس institutions کی سند۔ دوسری میں وہ کہتے ہیں یہ matric کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اب اس فیصلے کو مانیں یا اس فیصلے کو مانیں۔ رضا صاحب بتائیں، رضا صاحب ابھی بتا رہے تھے، ابھی کہہ رہے تھے کہ مولانا شیرانی

نے ایک بیان دیا تھا اور اس کے بعد 3 date سے 10 change ہو گئی، وہ ایسا نہیں ہے۔ رضا صاحب بتائیں کہ کسی اور ملک میں اس طرح کی شرائط ہوتی ہیں یا کسی ایک ہی ملک میں دو طرح کے law ہوتے ہیں۔ 30 جون سے پہلے تک تو یہ law موجود تھا کہ جس کے پاس ان دس institutions کی سند ہے، ان کی ڈگریاں، ان کی سندیں .B.A کے برابر ہیں اور 30 جون کے بعد 21 جولائی سے لے کر پھر اس کے بعد law change ہو جاتا ہے، schedule announce ہونے کے بعد law change ہے۔ جب کسی ملک میں کسی مخصوص طبقے کو elections سے باہر رکھا جائے گا تو پھر مسائل جنم لیں گے۔ یہ رضا صاحب کے وہ 8 points نہیں تھے جو رضا صاحب نے جو 8 points بتائے تھے، یقناً وہ 8 points بھی ہیں مگر ایک point مجھے affect کر رہا ہے جو مذہبی حلقوں کو affect کر رہا ہے جو خاص طور پر دو صوبوں میں affect کر رہا ہے، وہ نواں point بھی qualification کی شرط کا ہے۔ ایک مخصوص طبقے کو اس طرح سے باہر کر دیا گیا۔

جناب! اس کو ایک اور angle سے دیکھیں، پہلا notification Election Commission کا تھا، Election Commission Constitutional Body ہے۔ دوسرا notification Inter Board Committee کا ہے جو کہ ایک انتظامی حکم سے وجود میں آئی۔ اب انتظامی حکم کے تحت وجود میں آنی والی body اس Constitutional Body کے اوپر فوقیت رکھتی ہے، اس کا ایک letter اس کے notification پر فوقیت رکھتا ہے، اس کا ایک letter آج کی judgement کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس کا ایک letter اس پرانی judgement کو repeal کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ دھاندلی کا ایک حصہ ہے اور ان کو مخصوص طریقے سے الیکشن سے باہر رکھنے کا ایک حصہ ہے۔

جناب چیئرمین! صرف یہی بات نہیں، میرے صوبے میں ایک اور حرکت کی گئی۔ ۳۰ جون کو الیکشن شیڈول کا اعلان ہوا۔ ۳۰ جون سے ایک دن پہلے، پورے چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے، انتیس جون کو late hours میں bifurcation ہو جاتی ہے۔ انتیس جون limitation ہوتی ہے، ۳۰ کو delimitation ہوتی ہے اور ۳۰ جون کو ہی شیڈول آ جاتا ہے۔ یعنی ہمارے پاس delimitation کو challenge کرنے کے لئے بھی کوئی forum موجود نہیں تھا۔ یہ

پنجاب اور سندھ والے تو خوش نصیب ہیں کہ ان کے پاس challenge کرنے کے لئے forum موجود تھا۔ ان کو اتنا وقت مل گیا کہ یہ کورٹ جا سکتے تھے ' mala fides کو ریکارڈ پر لا سکتے تھے۔ ہمارے پاس تو کوئی وقت نہیں تھا اور ہمیں بتا دیا گیا کہ نہیں' یہ تو شیڈول آ گیا۔ ۲۹ جون کو late hours کے بعد delimitation ہوئی اور ۳۰ جون کو شیڈول آ گیا ۔ دھاندلی نہ صرف پیسوں اور انتظامیہ کو استعمال کر کے کی گئی بلکہ technical طریقے سے بھی کی گئی۔ کورٹس کو بھی استعمال کر کے کی گئی۔ جنرل الیکشن سے پہلے سند ہولڈر کو محدود کر دیا گیا۔ دس institutions تک کا کیا گیا لیکن ایک انسٹی ٹیوشن بھی ایسا نہیں ہے جو بلوچستان سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کا scope محدود کر دیا گیا ۔پھر الیکشن کمیشن سے ایک اور notification جاری کروایا گیا اس میں دو additional subjects کا اضافہ کروایا گیا ۔ جس کی بنیاد پر وہ سندوں والا case اسلم خاکی صاحب نے کیا ہے ۔ اب اس الیکشن میں اس کو اور بھی محدود کر دیا گیا۔ وہ مولانا عبداللہ والا کیس ختم ہو گیا ۔ اب سولہ اگست والی position ہے۔ ۲۱ جولائی کی بنیاد پر ' جب اکیس دن شیڈول کو گزر گئے تھے ' اب یہ position ہے کہ آپ تین مضامین پاس کر کے آئیے۔ جناب ۲۵ اور ۳۰ جون کو papers file کر دیئے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک آدمی نے papers file کر دیئے ہوں اور میں اس کے بعد اس کی qualification کی طرف ----------

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! میں اسی تسلسل میں جو رضا ربانی صاحب نے کہا ' مولانا گل نصیب صاحب کی بات کر رہا ہوں ۔ ایک تو دھاندلی یہ کی گئی کہ اس سے ہمارا scope محدود کر دیا گیا۔ ہمیں اور ہمارے علماء کرام کو technically knock out کیا گیا۔ اور دوسری چیز یونین کونسلز' ٹاؤن کونسلز اور ڈسٹرکٹ کی delimitation ہوئی اور اس میں اتنا time نہیں دیا گیا کہ ہم اس کو challenge کر سکتے۔ گورنمنٹ نے اپنے من پسند طریقے سے جس طرح سے چاہا اس کی delimitation کی اور اس کے باوجود بھی وہ من پسند results حاصل نہیں کر سکے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں اتنا دبانے کے باوجود نہ تو فرنٹیئر میں اور نہ ہی بلوچستان میں وہ

جناب چیئرمین! آپ تو ایسے حلقوں میں بیٹھتے ہیں جہاں آپ کی بات کی شنوائی ہوتی ہے ، ہماری شنوائی نہیں ہوتی ہے تو آپ کے توسط سے یہ بات میں ان تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس طرح ہمیں دیوار سے لگائیں گے تو ہم بالکل باہر نکل جائیں گے اور کسی اور عمل میں چلے جائیں گے۔ ہمیں اس طرح سے دیوار سے نہ لگایا جائے اور نہ ہی اس طرح سے democratic process سے باہر کیا جائے کہ نکل کر کسی اور عمل میں چلے جائیں۔ شکریہ۔

results حاصل کرسکے۔ عرض صرف اتنی ہے کہ ہمیں اگر آپ knock out کرنا چاہتے ہیں

Mr. Chairman: Mr. Ahmed Ali, you want to speak.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی ، جناب چیئرمین ! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : یہ ایک وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو سن لیتے ہیں ۔ پھر آپ بات کرلیں۔ جی ۔

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی ، جناب چیئرمین ! مختصر ہے ۔ ہمارے فاضل دوست کامران صاحب نے جو equivalence of qualification کے بارے میں اظہار خیال فرمایا تو میں عرض کروں گا کہ جو judgement آئی ہے وہ IBCC کی equivalence کی بنیاد پر آئی ہے ۔ (IBCC) Inter Board Committee Chairman, پورے پاکستان میں جو تعلیمی بورڈز ہیں ان کے چیئرمینوں کی ایک کمیٹی ہے۔ اس کا دائرہ کار یہ ہے کہ کسی بھی ----

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ (ایڈوکیٹ) : جناب چیئرمین ! Leader of the House موجود ہیں کوئی وضاحت کرنی ہے تو وہ کریں۔ ان کا دامن تو خود داغدار ہے ، وہ کس capacity میں بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی : کس کا دامن داغدار ہے؟ میرے پاس کون سے مدرسے کی ڈگری ہے؟

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: آپ کچھ brief کرنا چاہیں گے۔ میرا خیال ہے اس پر اب وضاحت ہے، کوئی ایسی discussion نہیں ہو رہی ہے۔ جب wind up ہو گا تب کر لیں گے۔ اب وقت تھوڑا ہے، رہنے دیں۔ آپ دو منٹ میں کچھ کہہ سکتے ہیں ورنہ پھر اس کو رہنے دیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! میرا خیال ہے کہ پروفیسر صاحب اس کمیٹی کے ممبر یا چیئرمین رہے ہیں۔ لہذا یہ موزوں آدمی ہیں جو اس کی وضاحت کریں۔ میرا خیال ہے ان کا تعلق رہا ہے۔ کیوں جی! آپ کا تعلق رہا ہے؟

جناب چیئرمین: اچھا پھر مختصر کریں کیونکہ اس کے اندر زیادہ discussion نہیں کر سکتے۔

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی: جناب! IBCC ایک competent body ہے جو equivalence determine کرتی ہے اور جب اس نے کہا کہ یہ میٹرک کے equivalent تب ہوں کے جب ان تین مضامین میں امتحان پاس کریں گے۔ تو یہ ایسا نہیں ہے کہ آجکل میں یا کسی تاریخ سے، اس date سے، اس Notification کے بعد، اس کی announcement کے بعد یہ سب کچھ ہوا ہے۔ یہ ہمیشہ سے رہا ہے۔ مدرسوں کی اسناد کو ایک خاص مقصد کے لئے equivalence دی گئی۔ وہ ان ہی جیسے تعلیمی اداروں میں، مدارس میں تعلیم دینے کے لئے MA, BA کے equivalent قرار پائیں otherwise دوسرے مقاصد کے لئے نہیں۔ یہ ہمیشہ سے ہے۔ MA اور BA کی ڈگری کی تو یہ position ہے۔ انٹر اور میٹرک کا سرٹیفکیٹ جو ناظم اور کونسلر کے لئے درکار تھے، اس میں یہ ہے کہ جب تک تین مضامین میں پاس نہیں ہوتے your certificate or degree is not equivalent to matriculation. سو یہ IBCC کا judgement ہوتا ہے اور اس کو ہی Court نے uphold کیا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! پروفیسر صاحب جو فرما رہے ہیں، اس سے بڑی simple سی بات اٹھتی ہے کہ اگر ہم ان کی بات پر یقین کر لیں تو پھر یا تو اس وقت

کے National and Provincial Assemblies, سو رہا تھا جب Election Commission
الیکشن ہوئے۔اس وقت یہی مدرسوں کی degrees تھیں جن کو accept کیا گیا۔ پھر اب اگر ان
کی بات مان لیں کہ جی وہ ایک specific purpose کے لئے تھا تو پھر National
Assembly, Provincial Assemblies اور Senate کے elections کے time پر why
were they accepted? تو میرا مطلب یہ ہے کہ ذرا---

Mr. Chairman: I think, let us not go in to the discussion. We will move on now to the NFC
ابھی شروع کرنا چاہیں گے۔ اوہ sorry, احمد علی صاحب، میرے خیال میں سعید صاحب نے
آپ کی بات کہہ دی۔

Senator Ahmed Ali: Thank you Mr. Chairman! for giving me the floor. This discussion is going on the whole day, rigging, rigging, rigging, all night, all afternoon this has gone so long. We all know it, it happens and practically we have seen it again and again. So crying over is in vain. What happened has happened now, accept it and let us move forward. On the point of Mr. Raza Rabbani ....

(Interruption)

Mr. Chairman: Please let us hear the honourable member.

Senator Ahmed Ali: I have given you a statement. Look, if this has happened, accept it. Well, let us move forward, we have to look forward.

(Interruption)

Mr. Chairman: Please hear the honourable Member.

Senator Ahmed Ali: This is mainly happened and you know

where, the province of Molvees, that was happened in NWFP. That where it was happened. The money is being used, we all know, everybody is talking about the rigging, the buying of votes. This was not happened in Sindh, not in Punjab, not in Balochistan, not anywhere but if this has happened, accept it and let us move forward. On the point of segregation of PIA, Mr. Raza Rabbani was speaking earlier. I happened to meet the Chairman, this morning, he came in a meeting....

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: Either the Leader of the House or the Minister ......

Mr. Chairman: I think he is ------------

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! جب آپ نے ان کو Floor دیا ہے تو ان کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: وہ اپنا view دے رہے ہیں۔

سینیٹر احمد علی: ہم نے آپ کو دن بھر سنا ہے، سوتے رہے ہیں پھر بھی سنتے رہے ہیں۔ آپ کو کیا اعتراض ہے کہ آپ ہماری بات نہیں سن رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جو آپ کا view ہے وہ آپ دے دیں۔

سینیٹر احمد علی: میں اپنا view دے دیتا ہوں۔ جناب جو M.D.,PIA سے ملے exactly میں نے ان سے یہی پوچھا کہ کیا بات ہے، یہ لوگوں کی complaints ہیں تو انہوں نے جو explanation دی that is very authentic, very clear. ہم نے نہیں کہا۔ ہم نے تو ان کو تین سال کی تنخواہ دی ہے۔ 57، کے لوگوں کو کہا کہ آپ جانا چاہتے ہیں تو تین سال کی تنخواہ، fringe benefits and every thing یہ تو بڑی اچھی چیز ہے۔ آپ مجھے بھی دے دیں میں بھی retire ہوتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تین مہینے ہیں۔

سینیٹر احمد علی: تین سال کی تنخواہ مل رہی ہے' اس سے اچھی تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ وہ لوگ تو بہت خوش ہیں۔میری بھی PIA کے captain سے باتیں ہوتی رہتی ہیں' میں آتا جاتا رہتا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: وہ کوئی خوش نہیں ہیں۔ احمد علی کو پتہ نہیں ہے۔ یہ captain and Directors کی بات کرتے ہیں' وہ تو خوش ہوں گے ہی۔ اگر یہ M.D. کی بات کر رہے ہیں وہ تو لازمی بات ہے بہت خوش ہوگا۔اگر یہ بات ہے تو پھر یہ بات بھی ریکارڈ پر آ جائے کہ PIA کے Offices کی refurnishing ہو رہی ہے۔ اس میں ایم ڈی کی گاڑی کے لیے لفٹ لگ رہی ہے جو گراؤنڈ فلور سے اٹھا کر اس کے office میں first floor پر' جہاں اس کا office ہے' وہاں تک لے کے جائے گی۔ اس لفٹ کے لیے تو پیسے ہیں لیکن group-3 and 5 کے لوگوں کو نوکری سے نکالا جا رہا ہے۔

سینیٹر احمد علی: یہ اگر argument کرنا چاہتے ہیں تو کریں میں بھی ان کو جواب دے دیتا ہوں اور بہت سارے جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں' نہیں بہت سارے جواب نہ دیں' مختصر ٹائم ہے۔ابھی جو آپ نے بولا ہے then we want to move to the next item. ٹائم تھوڑا ہے۔

سینیٹر احمد علی: یہ سیاست چمکانے کی بات نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: سیاست چمکانے کی بات تو ان کی جماعت کرتی ہے۔ کیا بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر احمد علی: دیکھیں جماعت کی بات آپ نہ کریں ورنہ میں آپ کی جماعت پر چلا جاؤں گا۔آپ یہ باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین: مختصر کریں then we go to the next item.-

سینیٹر احمد علی: بہت سے لوگوں کو تین سال کی تنخواہیں advance بھی دے دی

گئیں ہیں، لوگوں کو ان کے پورے benefits دے دیئے گئے ہیں اور اس کے بعد 1957ء والے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ جناب اگر آپ گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ جائیں۔ یہ بڑی خوشی سے لوگوں نے accept کیا کہ تین سال نوکری کرنے سے بہتر ہے، پیسے پورے مل گئے تو اس سے اپنا business کرلیں گے، اپنا کوئی کاروبار کرلیں گے، اس میں کچھ آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ساٹھ سال، چلیں آپ ساٹھ سال کرلیں۔ اچھے لوگوں کی ضرورت ہے۔ سفارشی لوگ پی آئی اے میں بھرے ہوئے ہیں۔ آج تک کیس چل رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اگر کسی طرح ہٹا لیا جاتا اور پیسے بھی دے دیئے جاتے تو یہ بڑی اچھی چیز ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اب یہ کیا بات کر رہے ہیں۔کتنے لوگ رکھے گئے ہیں جن کا سندھ کا domicile ہے؟

Mr. Chairman: I think local government election پر بات کرنی ہے we are discussing that اس پر جو میرا خیال ہے we go to the next item. Now we discuss the NFC. Mr. Sanaullah Baloch.

DISCUSSION ON NFC AWARD

Senator Sanaullah Baloch: Thank you, Mr. Chirman.

میں آپ کا مشکور ہوں۔ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے۔ سینیٹ میں اپوزیشن کے تمام اراکین کی requisition پر آج کا اجلاس طلب کیا گیا لیکن جناب بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک انتہائی اہم موضوع جو پاکستان کو اس وقت درپیش ہے، جن میں devolution plan یا غیر منصفانہ طور devolution plan جھوٹ کا جو پلندہ یا جھوٹ پر مبنی پر گزشتہ تین یا چار سالوں سے محکوم، مظلوم اور غلام صوبوں کو ان کے مالیاتی حصے سے، منصفانہ مالیاتی تقسیم کے فارمولے سے محروم رکھنا، اس کے علاوہ law and order کی situation بھی ہے، دوسرے معاملات بھی آئیں گے لیکن ایک بھی Minister اور ایک بھی Minister کا Private Secretary اس کا سٹاف آفیسر یا آپ کے اسلام آباد کے خوبصورت، بارونق اور

تمام پاکستان کے پندرہ کروڑ غریب انسانوں پر حکمرانی کرنے والی Establishment bureaucracy کا ایک بھی شخص نظر نہیں آتا۔ ہمیں تو یہ یقین ہے جناب! کہ ہماری ان تقریروں کا، ہماری اتنی کوششوں کا، ہماری اتنی کاوشوں کا جو ہم پاکستان کی بھلائی کے لیے، بہتری کے لیے کر رہے ہیں ان کا کوئی بھی اثر نہیں ہونا، نہ کوئی نتیجہ نکلنا ہے۔ روم جیسی عظیم سلطنت کے بادشاہ جب عیاشیوں پر اتر آئے، شاہ خرچیوں پر اتر آئے، فوجیں پالنے پر اتر آئے، وسعت پسندی پر اتر آئے، اپنے اندرونی معاملات کو سلجھانے کی بجائے وہ دیگر دنیا کے معاملات میں مداخلت کرنے پر اتر آئے تو جناب والا! روم کی سلطنت اس صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ یونان کا بھی یہی حشر ہوا۔ عظیم فارس کی سلطنت جناب والا! اسی طرح کے نتیجے کا شکار ہوئی۔ اور تو چھوڑیں جناب والا! دہلی، برصغیر میں مغلیہ خاندان کی، اسلامی بادشاہت کی سب سے بڑی مثال تھی، آج جناب والا! آپ کو اس کے کوئی ذرا بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ تو کیا ہوتا ہے جناب والا! جب حکمرانی پر فائز حکمران تمام معاملات سے چشم پوشی کرتے ہیں تو جناب والا! اس کا نتیجہ حقیقت میں ریاست کو، ریاست کی سرحدوں کو بھگتنا پڑے گا۔ اس بات سے قطع تعلق آپ نہیں ہو سکتے۔ جس قسم کی بھی آپ کوششیں اور کاوشیں کریں، آپ کو اس نتیجے پر یا خدانخواستہ اس حالت تک پہنچنا ہو گا جس سے دنیا کی بڑی طاقتیں دوچار ہوئیں۔

آج ہم پاکستان میں چار صوبوں کے مابین جو وہ خود کماتے ہیں، ان کے اپنے وسائل ہیں، ان کی اپنی زمین سے، ان کے اپنے جغرافیے سے، ان کے اپنے سمندروں سے حاصل ہونے والا جو پیسہ ہے، اس پیسے کو منصفانہ طور پر تقسیم کرنے کے فارمولے سے محروم ہیں۔

جناب والا! calculator کی صدی آئی، پھر کمپیوٹر کی صدی آئی، پھر سپر کمپیوٹر کا دور آیا ہوا ہے لیکن سپر کمپیوٹر کے دور میں بھی اگر ایک ریاست جو سات لاکھ پچاس ہزار مربع کلومیٹر پر مشتمل ہو، جس کے پاس نیوکلیئر صلاحیت ہو، جس کے پاس ساڑھے پانچ لاکھ ہٹی کٹی فوج ہو جو اپنے ہی ملک کے باشندوں پر بہ زور طاقت اور بہ زور بندوق حکمرانی کرتی ہو اور ایک ایسی مملکت جس کا بادشاہ وردی میں جا کر فلسطین کے مسئلے کے حل کی بات کرتا ہے، جس کا بادشاہ ایران اور امریکہ کے مابین تنازعات حل کرنے کی بات کرتا ہے، افسوس کی بات ہے کہ ایسی ہٹی کٹی فوج جو اپنے ہی لوگوں کو محکوم اور مظلوم رکھتی ہے اس کا حاکم جو زبردستی اس ملک پر

حکمران ہے' اپنے ہی ملک میں چار صوبوں کے مابین ان کے اپنے کمائے ہوئے پیسے کی تقسیم کا کوئی فارمولہ ابھی تک تلاش نہیں کر پایا۔ اس سے بڑی ناکامی کیا ہوگی اور آج پاکستانی وفاق کو جو خدشات' جو خطرات' جو یہ مسائل درپیش ہیں' جو آپ کو نظر آ رہے ہیں' ایک anarchy سی صورتحال ہے۔ جناب! صرف آدم خوری تک کی بات رہ گئی ہے' کل ہم ایک دوسرے کا گوشت نوچیں گے۔ ہم ایک دوسرے کا گوشت نوچ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے علاقوں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے علاقوں کے تیل اورگیس کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لیے چھاؤنیاں بنا رہے ہیں۔ ہم پر ایک حرص سی چھائی ہوئی ہے۔ ہم ہرقسم کا غیر قانونی کام کر رہے ہیں جو اس مہذب دنیا میں غیرقانونی اور ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ anarchy کیا ہوتی ہے جناب والا! 109 اضلاع میں انتخابات ہوئے' کوئی بھی مائی کا لال' چاہے حکومت کا ہو' چاہے Opposition کا ہو' چاہے ایک غریب چرواہا ہو' کسان ہو' مزدور ہو' دہقان ہو' کلرک ہو' کوئی بھی اس کو accept کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ جناب والا! ریاست کی legitimacy کا سب سے بڑا problem یہاں پر create نہیں ہوتا۔ ابھی بھی چشم پوشی کی جا رہی ہے۔ ابھی بھی انکار کی یہی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ جناب والا! کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے' سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔ جناب والا! میں نے کئی مرتبہ کہا ہے' آج میں پھر دوبارہ یہ کہنے جا رہا ہوں کہ میں تاریخ کا اتنا بڑا طالب علم نہیں ہوں' میں سیاسیات کا اتنا بڑا طالب علم نہیں ہوں' ایک حقیر سے طالب علم کی حیثیت سے میں یہ پیش گوئی ضرور کروں گا کہ جناب والا! آج پاکستان میں چھ NFC Award کی بجائے اگر 11 NFC Award تشکیل دیے جائیں تو شاید بنگلہ دیش الگ نہ ہوتا۔ جناب والا! پاکستان جس کی عمر 55 سے 56 برس ہے۔ ہر پانچ سال پر ایک فارمولا مالیاتی تقسیم کا ہمیں متعارف کرنا چاہیے تھا۔ اس پر سب کی رضامندی ہمیں حاصل کرنی چاہیے تھی لیکن جناب والا! جو 1951ء میں رسماً پہلا این ایف سی ایوارڈ آیا اس کے بعد تواتر کے ساتھ ہم ایوارڈ نہیں دے پائے۔ اس کے بعد بارہ سال تک جنرل ضیاء الحق کی بدصورت' معیوب اور ننگی مارشل لاء دور حکومت میں ہم چھوٹے محکوم اورمظلوم قوموں کو این ایف سی ایوارڈ سے محروم رکھا گیا۔ اس کے ڈنڈے کے زور پر سارا پیسہ ایک ہی صوبے کی طرف جاتا رہا۔ آج جناب والا! پھر ایک فوجی جنرل کے دور میں آج تین صوبے اپنے ہی خون پسینے کی کمائی

ہوئی دولت سے محروم کئے جا رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ نہیں کہتا کہ 13 نومبر 2003 کو جو آخری این ایف سی کمیشن تشکیل دی گئی کہ وہ مل بیٹھ کر ایک ایوارڈ دے اور پھر اس ایوارڈ پر صدر صاحب کی رضامندی شامل ہو۔ پارلیمنٹ کی رضامندی شامل ہو۔ جناب والا! انہوں نے سات میٹنگ کی ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں ایک ایک کر کے اس کی تاریخ آپ کو بتاؤں گا۔ 18/11/2003 کو انہوں نے اپنی پہلی میٹنگ اسلام آباد میں کی ہے۔ انہوں نے اپنی دوسری میٹنگ 13/12/2003 کو لاہور میں منعقد کی تاکہ صوبوں کے مابین ایک فارمولا تشکیل دیں۔ انہوں نے اپنی تیسری میٹنگ 19/01/2004 کو اسلام آباد میں کی۔ اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ انہوں نے اپنی چوتھی میٹنگ پانچ فروری 2004 کو کراچی میں کی پھر اس میں ناکام ہوئے۔ انہوں نے اپنی پانچویں میٹنگ 21/02/2004 کو کی، پھر انہوں نے اپنی چھٹی میٹنگ 30/03/2004 کو کی اور پھر ابھی انہوں نے اپنی ایک میٹنگ پشاور میں کی۔ اب جناب والا! اس ملک کے اندر ہم چھوٹے سے فارمولے پر متفق نہیں ہو سکتے۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ پاکستان کو طاقت کے زور پر کسی نے نہیں بنایا ہے۔ جبر کے طور پر کسی نے نہیں بنایا۔ یہ الگ بات ہے کہ شاید ہم بلوچوں کو طاقت کے ذریعے اس ملک میں شامل کیا گیا ہے لیکن خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھ جیسے پڑھے لکھے لوگ بلوچ سمیت، بلوچستان کا کوئی بھی جاہل بلوچ پاکستان کی موجودہ political structure سے مطمئن نہیں ہے۔ اس کے قانون سے مطمئن نہیں، اس کے آئین سے مطمئن نہیں، اس کے طرز حکومت اور طرز حکمرانی سے مطمئن نہیں۔ ستر کے قریب غریب بلوچ چار سال سے خفیہ ادارے والے انہیں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ان کے بیوی بچے پریس کلب کے سامنے، بلوچ عورتوں نے کبھی بھی احتجاج نہیں کیا تھا لیکن آج علی اصغر بنگلزئی کی بیوی ننگے سر گورنر ہاؤس تک مارچ کرتی ہے۔ میں نے اس کی اپیل ایک سال پہلے اس سینیٹ میں تقسیم کی اور آپ کو بھی اس کی کاپیاں دی ہیں۔ جناب اللہ نذر BSO کا چیئرمین تھا۔ نہیں مانتا آپ کی ریاست کو، آپ کے قاعدے اور قانون کو، میں بھی نہیں مانتا ان مجرموں میں سے ایک ہوں۔ کہ آپ اس طرح کے قانون متعارف کرتے ہیں۔ جناب والا! خفیہ اداروں نے اس کو ایسی اذیت دی کہ آج وہ جگر کا مریض ہے اور paralysed ہو چکا ہے۔ آج ستر کے قریب بلوچ نوجوان خفیہ اداروں کی حراست میں ہیں۔ دو سو کے قریب بلوچ آپ شہید کر بیٹھے

ہیں۔ اس کے باوجود ہم روتے ہیں کہتے ہیں کھڈے میں جائے، ہم معاف کر دیں گے، پانچ ہزار ہمارے بچے، بچیاں، 1973سے 1977 تک کے operation میں آپ نے بھون ڈالے۔ گاجر اور مولی بھی اس طرح ضائع نہیں کی جاتی جس طرح آپ نے انسانوں کے ساتھ کیا، ہم پھر بھی خاموش ہیں اور آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ خدا کے لئے جو قاعدہ قانون آپ نے بنایا ہے کم از کم اس پر تو عمل کرو، لیکن اس کے باوجود آپ صوبہ پختونخواہ کو اس کے hydel profit سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ غریب بلوچوں کے سمندر پر قبضہ کرنے کے لئے ، اس کے سمندر سے حاصل ہونے والے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے ، اس کی گیس کی رائلٹی پر قبضہ کرنے کے لئے آپ این ایف سی کا نیا فارمولہ نہیں دے رہے۔ جناب میں بڑے ادب سے کہہ رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ پنجاب کا بڑا طبقہ شاید اس کے حق میں نہ ہو۔ لیکن پنجاب کا ایک بہت چھوٹا طبقہ جو Establishment میں اور طاقت پر براجمان ہے۔ اس کے خیال میں آبادی کی بنیاد پرتشکیل دیا جانے والا فارمولا ہی پاکستان کی بہتری اور بھلائی ہے۔

آج سندھ میں کیا ہو رہا ہے، بے شک خوشحال پاکستان ساری ضلعی حکومتیں جیت لے۔ لیکن میں خدا کی قسم کہتا ہوں، بے نظیر کے بیٹے کا کیا نام ہے۔ بلاول بھٹو، یا بلاول زرداری یہ طے کر لے کہ (xxx) لیکن جناب والا! سوچ لیں۔ جس دن ، یہ تو بے نظیر کی پتہ نہیں محبت ہے، اس کی ابھی تک خاموشی ہے، اس کا ابھی تک وفاقیت پر یقین ہے، ابھی تک وہ آپ کے ملک سے باہر بیٹھ کر آپ کو راستہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سارے سیاسی لوگ یہی کر رہے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد نے یہی کیا لیکن آنے والی نسلیں اس طرح کے مذاق کے ساتھ، اس طرح کی بھونڈی حرکتوں کے ساتھ، اس طرح کے گورکھ دھندوں کے ساتھ اور اس طرح کے تماشوں کے گواہ نہیں بننا چاہیں گے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی یہاں پر اس اسمبلی میں تقریر کی تو مجھے باغی قرار دیا گیا، غدار قرار دیا گیا۔ جناب والا! میں نے یہ کہا کہ محمد علی جناح نے مسلمانوں کے جو بھی معاشی مفادات تھے ان معاشی مفادات کو ہندوؤں اور انگریزوں سے جو خطرات تھے مسلمان بچے اور بیویاں عزت سے رہ نہیں سکتی تھیں، ان کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں تھی، وہ آزادانہ طور پر اپنی مسجدوں میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے اس لئے ہندوستان سے

+ [(xxx) Words expunged by the order of Mr. Chairman]

علیحدگی کا راستہ اختیار کیا۔ جناب والا! میں دوبارہ یہ بات دہراؤں گا کہ اگر بلوچ کی ماں محفوظ نہیں ہے، بلوچ کا بچہ محفوظ نہیں رہا، اگر بلوچ کی روزی اور روٹی آپ اپنے کالے قوانین کے ذریعے چھینتے رہے تو خدا کی قسم (xxx)

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے ثناء this is the federation یہاں we talk of cohesiveness

Senator Sanaullah Baloch: We are talking about the federation. I am talking about the federation .

سینیٹر کامل علی آغا : یہ بلوچستان کے سب سے بڑے ٹھیکیدار ہیں اور کراچی کے اندر ان کا دو ارب روپے کا ٹھیکہ چل رہا ہے۔(xxx)

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: یہ جتنی بھی بات کرتے ہیں یہ صبح کسی منسٹر کے پاس بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

سینیٹر ثنا اللہ بلوچ: شرم کرو، شرم کرو۔

Mr. Chairman: I think there should be no cross talk. Please no cross talk.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ پاکستان سے مفادات حاصل کرتا ہے اور پاکستان کے خلاف بات کر رہا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو personal remarks دیئے گئے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: لیکن جو پاکستان کے خلاف ریمارکس دیئے گئے ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ ان کو بھی expunge کیا جائے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ مہربانی کر کے ان کو expunge کریں۔

[(xxx) Words expunged by the order of Mr. Chairman]

Mr. Chairman: All remarks that are not in favour of federation or a person to be expunged.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اگر آواز اونچی کرنے کی بات ہے تو سب آواز اونچی کر سکتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: نہیں یہ بات نہیں ہے لیکن یہ بات بھی نہیں ہے کہ پاکستان کے خلاف اتنی بیہودگی سے گفتگو کی جائے اور آپ بھی سنیں اور میں بھی سنوں۔

سینیٹر وسیم سجاد: personal remarks حذف کئے جائیں لیکن پاکستان کے خلاف بھی remarks حذف کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: کہہ دیا میں نے، کہہ دیا۔ The anything that is not behoving the Senate, country and the federation should be expunged.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ اپنی بات کریں، یہ بلوچوں کے لیڈر کسی طور پر نہیں ہیں۔ ہم انہیں بلوچوں کے لیڈر نہیں مانتے۔ یہاں پر ہمارے نصیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

Mr. Chairman: Choice of words should be appropriate.

تشریف رکھیے۔ بلوچ صاحب بولیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: پاکستان کے خلاف ہم بات نہیں سنیں گے۔

جناب چیئرمین: سب کے وہی جذبات ہیں، تشریف رکھیے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: NFC award سے متعلق اور NFC award یقیناً ایک پولیٹیکل issue ہے۔ state ایک political structure ہے۔ جب آپ پولیٹیکل چیزوں کو politically resolve نہیں کریں گے تو ہم مجیب الرحمن کا کیا کر سکے۔ ہم بنگلہ دیش کا کیا کر سکے، حقیقت سے کیوں منہ موڑتے ہیں۔ چند حقائق ہیں انہیں آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ میں بحیثیت ایک بلوچ politician کے آپ کے کردار اور رویے سے مطمئن نہیں ہوں، بلوچستان سے لوگ مطمئن نہیں ہیں۔ لوگ مزاحمت پر اتر آئے ہیں اور آپ اس حقیقت سے آنکھیں چھپا رہے ہیں۔ آپ نے خبروں میں ان کی آواز دبا دی ہے ان کی آواز اخباروں تک ٹی وی تک

اداروں تک بھی پہنچنے نہیں دے رہے ۔ جناب والا! آپ نے جھوٹ موٹ کے جو کچھ ڈرامے کیے اب سب نے سہہ لیے لیکن آپ یہاں مجھے سینیٹ پر روک پائیں گے آپ مجھے کبھی بھی نہیں روک پائیں گے۔میں نے جن خواہشات کا جب بھی اظہار کیا فیڈریشن کے سب سے بڑے داعی ، ہمارے آباؤ اجداد رہے ہیں۔ جناب والا! یہ نیشنل عوامی پارٹی تھی ' جب بنگلہ دیش ٹوٹا تو اس نے اس 1973 کے آئین جس کو خدا واحد شاہد ہے ' ہمارے لیے کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس کو خان عبدالولی خان' غوث بخش بزنجو نے ہمارے تین بڑے اکابر بلوچ نے اس پر دستخط نہیں کیے لیکن اس کے باوجود بھی ہم کہتے ہیں کہ اس آئین کے تحت جتنے بھی کم از کم articles ہیں ' جناب والا! اس پرعمل درآمد کریں اگرآپ ان articles پرعمل درآمد نہیں کریں گے ' یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں ایک آزاد خود مختار اورمستقل ملک میں جناب والا! مسجدوں پر حملے ہوتے ہیں ' امام بارگاہوں پر حملے ہوتے ہیں۔ عراق میں حملے ہو رہے ہیں۔اس میں کوئی بیرونی قابض فوج ہے ۔ قادیانیوں کی مسجد پر صبح حملہ ہوا ' آٹھ لوگ مارے گئے ۔جناب والا! یہ anarchy کس وجہ سے ہے اسی وجہ سے ہے کہ آپ کا جتنا بھی political system ہے اس کو قبضہ کیا ہوا ہے ۔اس کو politician کے ہاتھوں میں دینے کی بجائے اس کو politically resolve کرنے کی بجائے اس کو پولٹیکل ترتیب برابر کرنے کی بجائے آپ نے تمام چیزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ mix up کر دیا ہے ۔جب ہم کہتے ہیں کہ ہماری گیس کی قیمت ۷۰ روپے ہے ۔آپ کی ۲۲۲ روپے ہے ادھر پنجاب میں کسی نے اٹھ کرآواز نہیں اٹھائی کہ بھئی غلطی ہوگئی ہے بلوچ 'تمہارا بھی ۲۲۲ کر دیں گے ۔ پورے ملک میں گندم کی قیمت ایک جیسی ہے۔تو جب بھی میں کہتا ہوں بابا آپ غلط کر رہے ہیں تو یہ میرا حق ہے ۔ میرا بلوچستان آپ کے پاکستان سے پہلے بھی تھا ۔ اب پاکستان میرا ہے ۔ اب آدھا پاکستان میرا ہے ۔ پہلے جغرافیہ ' آپ کی جتنی بھی صنعتیں ہیں آج کے سوالات میں جہانگیرترین صاحب نے جواب دیا ہے ۔یہ میرے سامنے data پڑا ہوا ہے ۔6171 صنعتیں پنجاب میں اس وقت ہیں اور بلوچستان میں صرف 174 صنعتیں ہیں ۔ اب وہاں انڈسٹری نہیں ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بلوچ نہیں لگاتے اور بلوچ صنعت کاری نہیں کرتے ہیں۔میری جائیداد مجھے نہیں دیتے ہیں ،میری بجلی آپ میرے صوبے کو نہیں دیتے ہیں' میری گیس میرے صوبے کو

نہیں دیتے ہیں۔ آپ ان کی بجلی پختون خواہ کو نہیں دیتے، آپ رائیلٹی نہیں دیتے ہیں۔ صوبہ جو development کرنا چاہتا ہے تو آپ developments کے لیے پیسے نہیں دیتے ہیں۔ میرے صوبے نے 45/50 ارب روپے کا over draft کیا ہوا ہے۔ نواب اکبر خان بگٹی نے کہا کہ خدا جانتا ہے ہم ان اسمبلیوں سے بیزار ہیں ہم تو وقت ضائع کر رہے ہیں آپ کے ساتھ تقریریں کرنے کے لیے، میں آخری بار آپ کو وارننگ دے رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں۔ ہم کوئی چھوٹی موٹی قوم نہیں ہیں۔ کچھ کم طاقت سے نہیں ہیں لیکن ہمارے ساتھ آپ کا سلوک یہ ہوتا ہے، ہمارے ساتھ آپ کا حسن سلوک، آپ کا رویہ، آپ کا سیاسی برتاؤ تیسرے درجہ کے شہری کا ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر کوئی اور بلوچ کرے نہ کرے میں پاکستان کی شہریت تک دستبردار ہونے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے دنیا میں کسی جگہ قبر کے لیے جگہ مل جائے تو میں وہاں جا کر اپنے آپ کو مدفون کرنے کے لیے تیار رہوں گا لیکن میں اس ملک کا شہری بننے میں اور جہاں پر میرے لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو، میرے ہی خزانے لوٹے جا رہے ہوں میرے لیے ناقابل برداشت ہیں۔ میرے لوگوں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آپ ڈریں اس دن سے خوف کریں جب بلوچستان کا ہر فرد یہ فیصلہ کرے تو آپ بظاہر چیخنے رونے چلانے کے آپ چیزوں کو درست کیوں نہیں کرتے آپ چیزوں کا فیصلہ بروقت کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ اس انتخابات میں آپ کا نفع تھا آپ نے صدارتی نظام لانا ہے۔ آپ نے جنرل شاہی مضبوط کرنی ہے۔ آپ نے صوبے مزید محکوم اور مغلوب بنانے ہیں اس لیے آپ نے بلدیاتی الیکشن جلدی میں کروائے۔ یار خدا کے بندے آئین کا آرٹیکل ۱۶ ہے۔ وفاق اور صوبوں کے مابین محاصل کی تقسیم کا، تین سال پڑے ہیں دس meetings کی ہیں یہ آپ سے طے نہیں ہو پا رہا۔ 108 ضلعے میں انتخابات کروا دیئے ہیں۔ ڈرامہ رچا دیا۔ ساری دنیا میں رونا پیٹنا کروا دیا کیا ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیا غلط بول رہے ہیں۔ کسی کی سالمیت کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ آپ کو اب آئینہ دکھا رہے ہیں اگر یہ میرا نہیں آپ کا آئینہ ہے۔ اس میں آپ پاکستان کا چہرہ دیکھ لیں۔ اس میں اگر آپ نے صحیح طریقے سے چیزوں کو make up کیا ہوا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کبھی چہرہ اچھے طریقے سے دیکھیں۔ بڑے شرم سے کہنا پڑے گا کہ شاید ہم نے اپنے چہرے پر کالک ملی ہوئی ہے۔ ہم کبھی آئین کا یہ آرٹیکل دیکھتے نہیں ہیں۔ اگر ہم دیکھتے تو آج وزیرستان کی یہ صورت حال

نہ ہوتی۔ آج FATA میں یہ نہ ہوتا ۔ آج صوبہ پختونخواہ میں لوگ رو نہ رہے ہوتے ۔ آج اس طرح کی سندھ میں بے حیائی کی دھاندلی نہ ہوتی۔ آج بلوچستان میں ماؤں اور بہنوں کو فوجیوں کے بوٹوں تلے روندا نہ جاتا اور آج اپنے ہی وسائل کی تقسیم کے فارمولے پر میں اور آپ یہاں دست و گریبان نہ ہوتے۔ کیا ضرورت ہے کہ آپ نے ایک جاہل ثناء بلوچ کو اپنے گلے ڈالا ہوا ہے۔ آپ اپنی چیزیں درست کریں، اپنے گھر کا حساب کتاب درست کریں۔ اپنے وفاق کا حساب درست کریں۔ آپ اس ملک کی سب سے بڑی آبادی ہیں، آپ کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ساڑھے چھ یا سات ہزار کارخانے آپ کے ہیں۔ میں تو کھجور اور اونٹ کے دودھ پر بھی گزارا کر لوں گا لیکن آپ اس دن سے ڈریں (xxx)

Mr. Chairman: Let's not talk in such a tone, please.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! اس کا سب سے زیادہ نقصان کس کو ہوگا؟ مجھے نہیں ہوگا بلکہ آپ کو ہوگا اور اگر آپ ان تمام چیزوں کی بہتری چاہتے ہیں تو جناب والا! اس طرح منہ چھپانے سے نہیں ، اس طرح غصہ دکھانے سے نہیں ، اسی طرح بندوقیں اٹھانے سے نہیں بلکہ آپ کو ایک جگہ بیٹھنا ہوگا، آپ کو صحیح طریقے سے صوبوں کے ساتھ حساب کتاب کرنا ہوگا اور جناب 903 square kilometers, not more than 20% پر اسلام آباد کا پورا رقبہ مشتمل ہے ۔ 903 square kilometers پر مشتمل اسلام آباد، اس وقت 63.5% N.F.C. Award سے حصہ لے رہا ہے اور باقی پاکستان 750000 square kilometers کے پاکستان کو آپ کیا دے رہے ہیں؟ 37%؟ کیا یہ انصاف ہے؟ اگر آپ کو 903 square kilometers رقبے کے لئے 10% چاہیئے تو آپ لے لیں، 20% چاہیئے تو آپ یہ لے لیں لیکن میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ میں ایک elected representative کی حیثیت سے کسی گاؤں میں جاتا ہوں اور وہاں بیٹھتا ہوں تو وہاں دیکھتا ہوں کہ بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ، گیس نہیں ہے، سڑکیں نہیں ہیں، سکول نہیں ، ہسپتال نہیں ہیں، نوکریاں نہیں ہیں۔ لیکن 35000 Frontier Corps کے چور اور ڈاکو میرے صوبے پر مسلط کئے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے 600 check posts بنائی

+ [(xxx) Words expunged by the order of Mr. Chairman]

ہوئی ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ آپ کیوں پاکستان کی سالمیت کے متعلق بات کرتے ہیں۔ یار! میں تو پاکستان کی سالمیت کے خلاف صرف باتیں کر رہا ہوں اور آپ تو پاکستان کی سالمیت کے خلاف حرکتیں کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Please try to conclude.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! میں تہ دل سے آپ کا مشکور ہوں ۔ میں ایک دفعہ یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے بجٹ کے کاغذات بھی ہم نے یہاں پھاڑے تھے۔ ہم پر جرم یہ تھا کہ ان پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھا ہوا تھا اور ہم نے پھاڑ دئے تھے۔ اس حوالے سے ہم نے آپ کو معافیں دیکھ جناب والا! محمد علی جناح صاحب نے Indian Parliament میں کئی دفعہ اس طرح سے کاغذات پھاڑ کر پھینکے تھے۔ اس لئے کہ رکن پارلیمنٹ کے پاس احتجاج کا کوئی اور طریقہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کے پاس صرف اس کے جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔ میں اپنے ان بلوچوں کے جذبات کی ترجمانی اپنے الفاظ سے کر رہا ہوں ۔ خدارا! اگر ان پر بھی توجہ نہ دی گئی تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ جناب والا!(xxx)

Mr. Chairman: Mr. Wasim Sajjad, would you like to speak or anybody from the Government side?

سینیٹر نگہت مرزا: میں صرف آپ کے دو منٹ لوں گی۔

Mr. Chairman: I have not your name with me.

سینیٹر نگہت مرزا: جناب والا! میں ایک point کی وضاحت کرنا چاہوں گی کہ ثناء اللہ بلوچ نے سندھ کے الیکشن کے بارے میں بات کی ہے۔ میں نے ایک بات نہیں کہی تھی ، وہ یہ دانستہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر سندھ کی الیکشن کی بات کرتے ہیں اور وہاں کسی کے حوالے سے انتخابی دھاندلیوں کی بات کرتے ہیں تو انہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ سندھ میں اس وقت دو ناظمین ایسے منتخب ہوئے ہیں جو ڈاکوؤں کی سرپرستی اور ان کی funding کی وجہ سے ہوئے ہیں اور وزیر داخلہ نے یہ بات TV interview میں دو بار کہی ہے اور اس وقت ان کے خلاف

+ [(xxx) Words expunged by the order of Mr. Chairman]

صرف اس لئے کارروائی نہیں کی گئی کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ الیکشن کے دنوں میں یہ شور اٹھے کہ شاید حکومت اپنے مفاد کے لئے کوئی کام کرنا چاہ رہی ہے اور اب انشاء اللہ انتخابات کا تیسرا مرحلہ بھی مکمل ہو چکا ہے اور اب دونوں کے خلاف کارروائی ہوگی اور ان دونوں میں سے ایک کا تعلق کراچی سے ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! پہلے میں ایک گزارش کروں گا اور میرا خیال ہے کہ اپوزیشن کے اراکین بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ وہ الفاظ جن میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے گا یا ٹوٹ جائے گا یا وہ الفاظ جہاں کہا گیا ہے کہ ہم بلوچستان کے علیحدہ ---

جناب چیئرمین: میں نے یہ نہیں کہا بلکہ کہا ہے کہ any thing that does not behove this House انہیں حذف کیا جائے۔

سینیٹر وسیم سجاد: انہیں حذف کیا جائے، ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: حذف کیا جائے۔بالکل درست ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: انہیں ختم کیا جائے ۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے حضرات بھی اس سے اتفاق کریں گے کیونکہ یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کا پاکستان ہے۔

Mr. Chairman: Any thing that is not in favour of the federation which has been said in the House, it will be struck off. That is the decision.

Senator Wasim Sajjad: It should be expunged from the record and I would request the members of the press most respectfully that they should not ....

(Interruption)

Mr. Chairman: Don't interrupt.

اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

Senator Wasim Sajjad: All the people who love Pakistan, I would request them not to highlight such remarks in the press. I would request them

کہ مہربانی کرکے۔ میں request کروں گا اور آپ تمام بھائی مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس قسم کی باتیں جو ہمارے ملک کے خلاف ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے - What is in record, as the Chair I have to see that anything that does not behove this House should not be there.

سینیٹر وسیم سجاد : جو باتیں ہمارے ملک کی بنیاد کے خلاف ہیں ان کو highlight نہ کیا جائے۔

Mr. Chairman: I think, anything that does not talk of in favour of the Federation that should not be on the record.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : جناب چیئرمین ! یہ سینیٹ ہے اس میں جو بات کی گئی ہے اس کو ریکارڈ پر رہنے دیں۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ press کو request کریں کہ یہ مت چھاپو۔

جناب چیئرمین : Press کی اپنی مرضی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے جو وفاق کے خلاف ہے۔ ہم بحث یہاں پر کر رہے تھے NFC Award کے اوپر اور NFC Award جو ہے وہ وفاق اور صوبوں کے درمیان تقسیم کے بارے میں ہے۔ لازمی بات ہے۔ یہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے تمام چھوٹے صوبوں کا مسئلہ ہے۔ یہ بات حکومت کے وزراء نے خود کہی ہے کہ تمام چھوٹے صوبے اس بات سے ناخوش ہیں اور ان کو ایک احساس محرومی ہے اس ایوارڈ کے نہ ہونے سے۔ تمام چھوٹے صوبوں کے ministers اس بات کی demand کر رہے ہیں کہ کم از کم ۵۰ فیصد divisible pool کا حصہ دیا جائے۔ اب کہنے کا انداز ایک ہو سکتا ہے لیکن جو بات ثناء بلوچ نے کی وہ کوئی مختلف نہیں ہے جو ان کے اپنے

صوبائی وزراء کہہ چکے ہیں یا ابھی بھی کہہ رہے ہیں۔ NFC Award اب تک نہیں آ سکا باوجود اس کے کہ ہر بجٹ سے پہلے وزیر اعظم یہ کہتا ہے کہ NFC Award آئے گا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجھے اس بات پر نہایت حیرت ہوئی کہ وسیم صاحب خود بھی ۱۲ سال ماشاء اللہ Chair پر رہے ہیں اور اب وہ Leader of the House ہیں۔ Rules کے اندر یہ بات بڑی clearly دی گئی ہے کہ کوئی بھی ممبر گیلری سے مخاطب نہیں ہوگا۔ پریس گیلری سے directly مخاطب ہونا اور request کرنا، یہ آپ کا کام تو ہو سکتا ہے لیکن ایک ممبر کا from the floor of the House وسیم صاحب آپ پڑھ لیں rules کے اندر یہ ہے کہ کوئی ممبر گیلری سے مخاطب نہیں ہو سکتا۔ اگر وسیم صاحب اپوزیشن کی آواز کو دبوانا چاہتے ہیں تو ان کے پاس پوری PID بیٹھی ہوئی ہے، پوری وزارت اطلاعات بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کے ذریعے press advice بھجوا دیں جو اخبار سنیں گے وہ سنیں گے اور جو نہیں سنیں گے وہ نہیں سنیں گے۔ وہ طریقہ کار ان کے پاس موجود ہے۔ House کو اس طرح استعمال کرکے پریس سے اپیل کرنا کہ آپ اپوزیشن کی آواز کو روکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں نے جو request کی تھی۔ وہ جناب کی وساطت سے تھی۔ I was addressing the Chair یہاں پر بہت ساری باتیں ہوتی ہیں۔ یہ ایک House ہے۔ یہاں پر تلخیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہم نے گالیاں بھی سنی ہیں لیکن ہم ان کو برداشت کرتے ہیں۔ ہمارے جو leaders ہیں ان کو بھی گالیاں دی جاتی ہیں وہ بھی برداشت کرتے ہیں لیکن ایک ایسا مرحلہ آتا ہے جہاں پر line draw کرنی چاہیے آپ کو بھی اور ایوان کو بھی۔ میرا خیال ہے کہ تمام وہ لوگ جو پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ وہ line جو ہے جہاں پر کوئی یہ کہے کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے گا خدانخواستہ۔ ہم سب کی اگر کوئی حیثیت ہے۔ آج اگر میں ممبر ہوں تو پاکستان کی وجہ سے ہے۔ اگر ہماری کوئی شناخت ہے تو پاکستان کی وجہ سے ہے۔ اگر ہمارا یہ پاکستان نہ ہوتا تو ہماری حالت وہی ہوتی جو مسلمانوں کی ہندوستان میں آج ہے یا ۱۹۴۷ء سے پہلے تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں جوش میں، ٹھیک ہے ہمارے نوجوان لوگ

ہیں جوش میں آ جاتے ہیں لیکن جوش میں ہمیں اس اللہ کی رحمت کو نہیں بھولنا چاہیے جو اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اللہ نے ہمیں جو ملک دیا ہے اس کو نہیں بھولنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس لئے، میں آپ کی وساطت سے تمام حلقوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسا کوئی فقرہ یا ایسی کوئی چیز جس کا تعلق پاکستان سے ہو، میری ذات سے کوئی بات ہو تو بے شک لکھیں، صدر کی ذات سے ہو تو لکھیں، Prime Minister کی ذات سے ہوں تو لکھیں لیکن پاکستان سے متعلق کوئی بات ہو تو ہمارا سب کا فرض بنتا ہے کہ اس کو روکیں۔ ایک ایسا stage آتا ہے۔ That is enough , enough is enough یہ درخواست آپ کے ذریعے تمام ممبران سے ، اپوزیشن سے اور پریس سے ، سب سے کروں گا کہ ایسی کوئی بات جس کا تعلق پاکستان سے ہو اس کو نہ لکھیں، اس کو highlight نہ کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک نہایت غلط روش ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے اور بالخصوص مسلم لیگ کی طرف سے کہ patriotism کا اگر اعزاز ہے تو وہ صرف ان کے پاس ہے۔ اگر کوئی اور بات کرتا ہے تو وہ unpatriotic ہے اور وہ غدار ہے۔ یہ بات میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اس floor کے اوپر میں نے یہ بات کہی ہے اور میں آج پھر یہ بات کہتا ہوں کہ اپوزیشن کو اور ہم میں سے کسی کو ان کی طرف سے یا کسی اور سے patriotism کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، دیکھیں میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، We are as good patriot, we are as strong Pakistanis as any one is بلکہ ہماری patriotism تو اس حد تک آگے جاتی ہے کہ ہم کم سے کم امریکہ کے کاسہ لیس یا client state بننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وہاں پر بھی آپ پاکستان کی self respect کو رکھیں۔

Mr. Chairman: I think, the issue is that this is a House that represents the Federation. We are here to strengthen the Federation, the Federation is the country

جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا each member should abide by a Code of Conduct اس حساب سے ہم ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے ہمارے ملک اور جو ہمارا main مقصد ہے اس کے اوپر کوئی آنچ آئے یا کوئی ایسی بات ہو تو we should try to be careful. جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں معذرت چاہتا ہوں ' ثناء اللہ بلوچ میرا بھائی ہے ۔ میرا colleague ہے' میرے ساتھ ایم این اے بھی رہا ۔میں اس کو صرف اس بات کا احساس دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک حقوق کا تعلق ہے اور جہاں تک بلوچستان کی تعمیر و ترقی کا معاملہ ہے ' جہاں تک چھوٹے صوبوں کے حقوق کا معاملہ ہے تو آج الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت نے وہ مثال پیش کی ہے کہ بلوچستان کے مسئلے پر اسی ایوان کے اندر ہمارے محترم صدر پاکستان مسلم لیگ ' جب وہ وزیراعظم تھے جب یہاں پر بحث ہو رہی تھی' بحث کے دوران تشریف لائے اور انہوں خود سارے معاملے کو voluntarily offer کیا کہ اس issue کے اوپر کمیٹی تشکیل دی جائے' آپ سے درخواست کی اور آپ نے کمیٹی تشکیل دی اور پھر پارلیمنٹ کی کمیٹی بنی اور اس پر کافی عرصے تک ملاقاتیں ہوئیں ' بحث ہوئی اور جناب محترم قائد ایوان وسیم سجاد صاحب اور محترم جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ مشاہدحسین سید صاحب نے اور خود چوہدری شجاعت حسین صاحب نے جو کردار ادا کیا میں سمجھتا ہوں وہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ بلوچستان کے مسئلے پر آج اللہ کے فضل و کرم سے لوگ appreciate کر رہے ہیں' پوری دنیا appreciate کر رہی ہے کہ اس کمیٹی نے کتنا فعال کردار ادا کیا ۔ اس ایوان میں اس کی ایک sub-committee کی سفارشات بھی پیش ہو چکی ہیں' ان کی مرضی کے مطابق سفارشات دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے تمام طبقات کی مرضی کے مطابق سفارشات دیں ۔ بلاشبہ جناب چیئرمین! ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایک بات تو رضا ربانی صاحب نے یہ کی ' میں معترض ہوں اس بات پر' پاکستان مسلم لیگ ' پاکستان کی خالق جماعت ہے اور بالکل درست ہے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم زیادہ معترض ہوتے ہیں ان باتوں پر جو پاکستان توڑنے کی باتیں ہوں ' جہاں پر پاکستان کے ساتھ غداری کی بات ہو ' پاکستان کی سلامتی پر کوئی

آنچ آنے کی بات ہو تو ہم سب سے زیادہ معترض ہوتے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے مقاصد کی تعمیل یقینی بنائے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمیں کوئی شرم نہیں ہے۔ ہم فخر کرتے ہیں اس بات پر کہ ہم اس بات کو حق سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی آواز جو پاکستان کے خلاف اٹھے گی، پاکستان مسلم لیگ اس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہو جائے گی ۔ اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں۔ ہمیں اس پر کوئی شرم نہیں ہے۔ ہم اس کے دعویدار بھی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس کے لئے جنگ لڑنے کے لئے بھی تیار ہیں ۔ ہمیں اس میں کوئی شرم محسوس نہیں ہوگی لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہیں ، ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتے ہیں کہ یہ پاکستان صرف ہماری قربانیوں سے نہیں بنا۔ اس میں بلوچوں کی، پختونوں کی ، پنجابیوں کی ، سندھیوں کی ، اس میں مہاجروں کی جو کہ ہزاروں میل دور سے پورے پورے کنبے لٹا کر آئے، ان کی قربانیاں شامل ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہم سب کا پاکستان ہے، ہمیں اس کو مضبوط ہاتھوں میں رکھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ یہ تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ جو ہم میں خامیاں ہیں وہ ہم سب کو مل کر دور کرنی چاہییں لیکن میں معترض اس بات پر ہوتا ہوں کہ جوش و جذبات میں مسائل کی بات تو کریں، اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو کریں، ہم نے پہلے بھی ان کا ساتھ دیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری قیادت بھی اور ہم بھی جہاں پر ان کے ساتھ ظلم کی بات ہو گی، زیادتی کی بات ہو گی ان کا ساتھ دیں گے۔ آج بلوچستان میں دیکھیں پنجاب سے زیادہ تعمیر و ترقی کے بڑے بڑے منصوبے زیرتکمیل ہیں، یہ کون کر رہا ہے؟ اگر یہ کسی کو برائی دیتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ اس کو اچھائی بھی دیں۔ اس وقت وہاں پر عوامی فلاح کے منصوبے چل رہے ہیں، ہزاروں میل لمبی سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں، ہر روز ہماری کمیٹی میں بلوچستان ، اس ہاؤس میں بلوچستان، ہر جگہ پر سب سے زیادہ وقت اسی بات پر صرف ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: Please no cross talk.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! جب ہم معترض ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں پاکستان ہمارا ہے۔ ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ بھئی پاکستان ہمارا اکیلے کا نہیں ہے، آپ کا

بھی ہے۔ آپ بھی جب غصے میں آ کر یا ہمارا جواب سن کر پاکستان کو اپنا کہتے ہیں تو اسی محبت کے ساتھ پہلے ہی اس بات کو مان لیں کہ پاکستان آپ کا ہے، ہم آپ کے پیچھے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے، ہم آپ سے بڑا بننے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، مسائل کی بات کریں لیکن پاکستان کے خلاف بات نہ کریں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب تشریف رکھیں، ایسی باتیں نہ کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: ہم یہاں پر بیٹھ کر پاکستان کے خلاف گالی نہیں سنیں گے، پاکستان کو توڑنے کی بات نہیں سنیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب تشریف رکھیں! ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ایک اور issue آیا تھا، ایک theme پر بات کر رہے ہیں، sensitive theme ہے، سن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: آپ دو گھنٹے پاکستان کو توڑنے کی بات کریں، میں پاکستان کو مضبوط کرنے کی بات کروں تو آپ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں آپ کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر بات کر رہا ہوں، میں کہتا ہوں پاکستان کو مضبوط کرنے کی بات کریں، پاکستان کو بنانے کی بات کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: آپ نہیں جانتے، آپ کو اس کی قدر و منزلت کا نہیں پتا، آپ کو لیکچر دینا پڑے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب! no cross talk please, وہ لیکچر نہیں دے رہے وہ اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں، یہ sensitive معاملہ ہے، وہ Chair کی permission سے

بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جب تک آپ ٹھیک نہیں ہوں گے آپ کو لیکچر دیں گے۔ انشاء اللہ پاکستان آپ کے دل میں بسا کر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! تشریف رکھیئے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے اصل issue پر focus ہونا چاہیے بجائے یہ کہ allegation and counter allegation اور پھر جذبات میں آ جانا۔ اصل issueیہ ہے کہ پچھلے 25 سال میں صرف دو NFC Award, 1991 and 1997 میں ہوئے ہیں۔ Sir, this is pathetic, let us take it is as common responsibility اگر یہ نہ ہوتا اور ان 25 سالوں میں 5 ایوارڈ آ جاتے تو آج اس طرح کی باتیں نہ ہوتیں۔ جناب! ٹھیک ہے جب پنجاب کو اور پاکستان کو گالی پڑتی ہے تو مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے لیکن آپ diagnose کریں کہ مسئلہ کیا ہے۔ اسی لئے NFC Award کی delay کو اپوزیشن نے requisition کرتے ہوئے rquest کی کہ اس پر بات کریں۔ اس پر گورنمنٹ کھلے دل سے یہ confess کرے کہ اس کی ناکامی ہے اور pool effort کرے اور یہاں ہاؤس کو assure کریں کہ ہم اپنی گورنمنٹ کو کہیں گے کہ جلد از جلد اسے conclude کرے۔ آپ جذباتی ہو کر اِدھر سے یا اُدھر سے جو بھی بات کرلیں، it is a hot fact sir کہ پچھلے 25 سال میں دو ایوارڈ ہوئے ہیں، 1991ء اور 1997ء میں مسلم لیگ (نون) کی حکومت نے کئے۔ اس کے علاوہ 25 سال میں اس ملک میں NFC Award بالکل finalize نہیں ہو سکا۔ Sir, this is a very great serious matter اور یہی ایک issue ہے اور میرے ساتھی جذبات میں بہت serious باتیں کہہ رہے ہیں، میں انہیں blame نہیں کرتا کیونکہ تکلیف میں آدمی بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے issue float کریں، وہ یہی ہے کہ 25 سال میں دو ایوارڈ ہوئے ہیں اور مہربانی کر کے اس کو حکومت top priority کے ساتھ اس House میں ہمیں assure کرے کہ یہ اس کو conclude کریں گے اور conclude ہو سکتا ہے۔ جناب! اگر ایک جمہوری حکومت چھ سال میں دو دفعہ اس کو conclude کر سکتی ہے، 1991, 1997 میں، پچھلے پچیس

سال میں تو کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ چھ سال میں ایک بھی ایوارڈ نہیں کر سکے' ان کو award کرنا چاہیے اور مہربانی کر کے اس پر focus کریں۔ This is serious. Thank you very much.

Mr. Chairman: Let us voice grievances but in the appropriate manner.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مختصر سا رکھیں تا کہ ابراہیم صاحب کو بھی سن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ڈار صاحب کے لئے ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

شکریہ۔

جناب چیئرمین: ابھی کوئی نہیں۔ ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں NFC کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کے آئین کے بنانے والوں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ وفاق کی سالمیت کا لحاظ رکھا جائے اور اس کے تحفظ کی بھر پور کوشش کی جائے۔ ہر دور کی حکومت کا اور حکمرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ آئین پر عملدرآمد کرائیں اور آئین پر عملدر آمد ہی کے ذریعے سے وفاق کو سالم رکھا جا سکتا ہے اور وفاقی سالمیت کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ اگر آئین پر عملدرآمد نہیں ہو گا تو اعتراضات بھی ہوں گے اور ان اعتراضات کے جواب پر کوئی بات نہیں بنے گی۔ جناب چیئرمین! National Finance Commission آئین کی ایسی ہی شق ہے کہ اس کے ذریعے سے وفاق کی سالمیت کی ضمانت دی گئی ہے اور اس سالمیت پر اگر حرف آتا ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وقت کے حکمران اس پر عملدر آمد نہیں کر پاتے اور اس کی وجہ سے سالمیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم دوست ثنا بلوچ صاحب

جذباتی ہو گئے، میں جذبات کی رو میں نہیں بہوں گا، میں سنجیدگی سے بات عرض کرنا چاہوں گا۔ National Finance Commission ایک آئینی ضرورت ہے اور اس کو ہونا چاہیے۔ میں آپ کی اجازت سے آئین کے الفاظ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔

Article 160. (1) Within six months of the commencing day and thereafter at intervals not exceeding five years, the President shall constitute a National Finance Commission consisting of the Minister of Finance of the Federal Government, the Ministers of Finance of the Provincial Governments and such other persons as may be appointed by the President after consultation with the Governors of the Provinces.

اور پھر clause-2 ہے۔

(2) It shall be the duty of the National Finance Commission to make recommendations to the President as to-

اور اس کے بعد اس کے a,b,c, d paragraphs ہیں، اس کی تفصیل میں، ایک paragraph ہے۔

(a) the distribution between the Federation and the Provinces of the net proceeds of the taxes mentioned in clause (3)

جناب چیئرمین! یہ آئینی تقاضا ہے اور آئین میں اس تقاضے کو آئین کے بنانے والے نے اس لئے شامل کیا، بڑی سوچ سمجھ کے بعد اس کو شامل کیا ہے کہ وفاق پاکستان کی سالمیت کی ضمانت اور اس ضمانت میں ایک بار پھر عرض کروں گا کہ حرف اس وقت آتا ہے جب وقت کے حکمران اس پر عملدر آمد نہیں کرتے اور وہ اس کے قاصر ہو جاتے ہیں۔ جناب میرے دوستوں نے پہلے بھی یہ کہا کہ آخری National Finance Commission 1997 میں ہوا اور انہوں نے اپنی recommendations دیں۔ اس کے بعد یہ آئینی تقاضا تھا کہ 1997 کے بعد 2002 میں دوبارہ commission تشکیل پاتا اور recommendation آتی لیکن 2002 سے 2005 تک تین سال گزر گئے اور آج تک وہ recommendations نہیں آ سکیں۔ جناب چیئرمین! آخری

37.5%' تقسیم کا جو formula طے ہوا' وہ ثناء بلوچ صاحب نے بھی کہا' recommendation
چار صوبوں کے لئے جبکہ 62.5% صرف وفاق کے لئے منصفانہ نہیں ہے' اس پر دوبارہ غور ہونا
چاہیے اور اس پر غور ہو گیا تھا-----

Mr. Chairman: Let us hear the honourable Member please.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اور غور ہو گیا تھا اور صوبوں کا مطالبہ یہ تھا کہ 50% صوبوں کو ملے اور 50% وفاق لے لیکن وفاق نے اس کو قبول نہیں کیا۔ 48.5% صوبوں کا حصہ تسلیم کر لیا گیا'صرف 1.5 پر بات اٹک گئی اور صرف یہ بات نہیں ہے۔اس میں ایک بات تو وفاق اور صوبوں کے درمیان تقسیم کی شرح ہے جو وجہ نزاع بنی اور دوسرا نزاع کا امر جو ہے وہ صوبوں میں آپس میں تقسیم کا معیار ہے ۔ کیا criteria مقرر کیا جائے جس کے تحت اس کو تقسیم کیا جائے ۔ مختلف صوبوں کی طرف سے باتیں آئیں۔ آبادی کے لحاظ سے ' وسائل اور محاصل کے لحاظ سے' اور پسماندگی کے لحاظ سے۔ یہ بہرحال وفاق کا فرض تھا کہ وہ ان تمام امور پر سوچتی اور وفاق ایک اتفاق رائے پیدا کرتی ۔ میں ' نیتوں کا مالک تو اللہ ہے ' اللہ بہتر جانتا ہے لیکن قرائن و شواہد سے بھی بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ 37.5% سے 48.5% تک بھی وفاق نہیں گیا ۔ جس بات کو انہوں نے تسلیم کیا تھا ۔ جس طرح ڈار صاحب نے فرمایا میں بھی گزارش کروں گا کہ اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ جلد از جلد متفقہ سفارشات پاس کی جائیں اور صدر کو بھیجی جائیں اور اس رواں سال کے اندر بھی اس کے مطابق صوبوں اور وفاق کے درمیان تقسیم ہو اور صوبوں کی آپس کی تقسیم بھی اتفاق رائے سے ہو ۔ اس طریقے سے اس بات کا تحفظ اور ضمانت دی جا سکتی ہے کہ وفاق پاکستان سالم رہے اور وفاق پر کوئی حرف نہ آئے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے دو منٹ مزید لینا چاہوں گا ۔ اپنی ذاتی ایک وضاحت کرنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کا رکن ہوں ۔ کل سے میرے بارے میں مختلف ٹی وی چینلز پر ایک بات نشر ہو رہی ہے اور آج کی اخبارات میں Monitoring Desk سے وہ بات کئی اخبارات میں چھپی ہے۔ میرے ہی صوبے کے چیف منسٹر جو میرے ہی جماعت متحدہ

مجلس عمل کے رکن ہیں ' وہ میرے بارے میں کچھ باتیں کر رہے ہیں ۔ اس ایوان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ میرا دفاع کرے ۔

جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے وزیراعلیٰ محترم کے چچازاد بھائی -----------

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین ! مجھے حق حاصل ہے ' مجھے حق حاصل ہے کہ میں اپنا دفاع --------

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں بول رہا ہوں اس کے بعد یہ بولیں۔ بیچ میں بولنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! ٹی وی چینلز پر ان کو نشر کیا گیا ہے اور اخبارات میں کہا ہے کہ میں بنوں میں' وزیراعلیٰ کے چچازاد بھائی کے مدمقابل ضلعی الیکشن میں تھا اور وہاں پر کچھ خواتین کو گرفتار کیا گیا ۔ میں سارا دن پولنگ سٹیشن کے اندر موجود رہا ۔ ڈسٹرکٹ ناظم کے پولنگ سٹیشن اور بوتھ کے اندر کوئی خاتون bogus vote poll کرنے کے لئے نہیں آئی ۔ کچھ خواتین کو گرفتار کیا گیا اور پھر ٹی وی پر یہ بات نشر ہوئی اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے ذریعے کہلوایا گیا کہ ان خواتین کا تعلق "الخدمت" سے تھا اور پھر وزیراعلیٰ صاحب بار بار یہ کہتے رہے کہ اگر پروفیسر محمد ابراہیم اس میں ملوث پائے گئے تو ان کو بھی گرفتار کیا جائے گا اور کوئی بھی شخص قانون سے بالاتر نہیں۔

جناب چیئرمین! میں نہ تو گرفتاری سے ڈرتا ہوں اور نہ ہی قانونی عدالت میں پیش ہونے سے ڈرتا ہوں اور اگر کوئی میں نے جرم کیا ہے تو میں بالکل پیش ہونے اور سزا بھی بھگتنے کے لئے تیار ہوں ۔ لیکن جناب چیئرمین! یہ چیف منسٹر کا کام نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین: اس میں 'میں عرض کروں کہ ہاؤس کیا کرسکتا ہے؟

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب میں بات مکمل کرلوں پھر آپ جیسے بھی ارشاد فرمائیں میں سنوں گا۔ جناب چیئرمین! چیف منسٹر کا یہ کام نہیں ہے۔ وہاں پر Presiding Officers موجود ہیں ' وہاں پر Returning Officers ہیں وہاں پر District Returning

Officers ہیں۔ یہ ان کا کام تھا اگر کوئی میں نے جرم کیا ہوتا تو وہ مجھے گرفتار کرواتے لیکن چیف منسٹر اب چیف الیکشن کمشنر بن رہا ہے -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے آپ نے بات کردی ہے ۔تشریف رکھیں ۔ ممبر کی باتوں میں مداخلت نہ کریں۔ تشریف رکھیں ۔ سن لیا ہے۔ جی وسیم صاحب ۔ in a situation like this what does the House do?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! جہانتک این ایف سی ایوارڈ کا تعلق ہے

سینیٹر آغا پری گل: وہاں سے عورتیں غائب ہیں۔

Mr. Chairman:I think, it is not relevant what we are discussing.

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: یہ اچھی بات تو نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: پروفیسر صاحب اس ایوان کے انتہائی معتبر ممبر ہیں اور اس حیثیت سے بھی کہ وہاں MMA کی حکومت ہے جس میں جماعت اسلامی' ہماری ایک حلیف جماعت ہے۔ہماری ایک دوست جماعت ہے۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر ان کو Chief Minister سے کوئی شکایت تھی تو یہ انہیں باقاعدہ ring کرکے بتاتے کیونکہ یہ ان کے دوست ہیں۔

Mr. Chairman: I think, let us not take this personal issue in the House.

(Interruption)

Mr. Chairman: I think, it is personal matter.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو یہاں پر لانے کی کوشش کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ رانجھا صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: وہ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اور بڑے محترم رکن ہیں۔ آج جناب نے سنا ہے کہ یہاں ثناء اللہ بلوچ صاحب جو اب چلے گئے ہیں، اسحاق ڈار صاحب تھے، پروفیسر ابراہیم صاحب تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک issue پر دو ممبران نے کتنی خوبصورت بات کی اور اصل بات سامنے آ گئی۔ میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس ہاؤس میں ہم پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں اور جب کوئی ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ میں اپنی شہریت سے دستبردار ہو جاؤں گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ممبر کو اس ہاؤس میں نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ اس ہاؤس کی توہین ہے۔ یہ کہنا کہ مجھے شہریت نہیں چاہئیے، اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ پروفیسر صاحب نے بڑی خوبصورت تقریر کی، اسحاق ڈار صاحب نے بڑی خوبصورت تقریر کی، یہ بات کرنے کا ان کا ایک انداز ہے لیکن جب بات ایسے آپ کرتے ہیں کہ ہاں! میں اس forum پر اپنی باغیانہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں، دنیا کو ایک message دینا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان توڑ رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ the entire House should react on it. یہ بری بات ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے جیسے پہلے کہا ہے کہ we shoud abide by the code of conduct befitting this House.

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: پروفیسر صاحب! مجھے پہلے بات ختم کر لینے دیں۔ پھر آپ بات کر لیں۔ جو بات پروفیسر ابراہیم صاحب نے کہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے سب سے معزز رکن ہیں، انہوں نے grievance share کیا ہے، تمام ہاؤس کا فرض ہے کہ ہم یہ جو line ہے، اس سے بالا تر ہو کر جو بات بھی انہوں نے کی ہے، اسے آگے بڑھائیں اور ان کی دادرسی ہونی چاہئیے۔ He is one of the noble Members of the House. انہیں ایک grievance ہوا ہے، وہ grievance جہاں بھی ہوا ہے، اسے وہ ہاؤس کے سامنے پیش کر

رہے ہیں اور ہم کہہ دیں کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ پارٹیوں کا آپس میں مسئلہ ہے،
یہ درست نہیں ۔ I own him as a Member of the House and I think, we should
all line up to redress his grievance, it is genuine grievance and must be
addressed اور اگر ہم اس کو address نہیں کریں گے تو پھر جو لوگ باہر ہیں یا ہاؤس
کے ممبر نہیں ہیں، ان کے پلے کیا ہے۔ ان کا grievance خواہ Chief Minister کے ساتھ
ہے، خواہ اپنی پارٹی کے ساتھ ہے he is a Member of this House first and then he
is a member of any political party. اس لئے جو بھی انہوں نے بات کی ہے اور ان کی
جو بھی grievance ہے---

سینیٹر آغا پری گل: عورت کے متعلق بات ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: پہلے مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ عورتوں کی بات ضرور آئے گی لیکن سب سے پہلے جو ان کا issue ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا issue ہے، یہ ہاؤس کا issue ہے۔ اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ اس side پر بیٹھے ہیں یا اس side پر بیٹھے ہیں۔ جناب والا! جو بات پری گل آغا عورتوں کی بے حرمتی کے بارے میں کر رہی ہیں، پورا ملک کہہ رہا ہے کہ ہم عورت کی ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔ اگر ووٹ ڈالنے کے لئے کسی خاتون کو، قانون کہتا ہے کہ you can not keep a woman in a jail. وہاں پر آپ نے ووٹ ڈالنے کے مسئلہ پر بات کی ہے۔ اب پتا نہیں ہے کہ حقیقت کیا ہے لیکن الیکشن میں" دھکا مکی" کو عورتوں کی حد تک لے جانا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بے عزتی کی بات ہے۔

میں آخر میں پھر کہوں گا اور personal request کروں گا کہ وہ اپنے پورے grievances پیش کریں اور ہاؤس کا فرض ہے کہ ان پر بحث کرے اور اس کا تدارک کرے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ مجھے لکھ کر دے دیں۔ میں اسے آگے forward کر دوں گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں کبھی کبھی ہمارے بھائی، ساتھی اور بہنیں جذبات میں آ کر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں کہ جو اس کے وقار اور ملک کے تقدس کے منافی ہوتی ہیں۔ہمیں خود احتسابی کرنی چاہیے اور اس معاملے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔ جہاں تک پروفیسر ابراہیم صاحب کی شکایت کا تعلق ہے، مجھے خود بڑی تکلیف ہوئی اس کو سن کر۔ ایم ایم اے کی قیادت کا فرض ہے کہ وہ خود اس کو resolve کرے لیکن ایک ممبر کی حیثیت سے ان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اس بات کو لائیں اور آپ نے صحیح فیصلہ کیا کہ اگر وہ اس کو تحریری طور پر دیتے ہیں تو جو آپ کا Process ہے Privilege Committee اس کو حل کرے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ بحث اس طرح ختم نہ ہوجائے بلکہ این ایف سی کے سلسلے میں جو substantive issue ہے وہ محض Opposition اور حزب اقتدار کا issue نہیں ہے بلکہ اس ملک کا issue ہے اور میں اس بارے میں سمجھ کر صرف تین باتیں کہوں گا ۔ پہلی چیز ہے یہ دستوری تقاضا ہے اور اس کو پورا ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیاسی اعتبار سے یہ مسئلہ بڑی پیچیدگیاں پیدا کر رہا ہے، تنازعات پیدا کر رہا ہے، دوریاں پیدا کر رہا ہے۔ صرف صوبوں کے درمیان ہی نہیں بلکہ پارٹیوں کے درمیان بھی ہے۔ اسے اہمیت دیں اور جلد اس کو طے کریں۔

تیسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں جو بڑی اہم ہے کہ ملک میں سیاسی پارٹیوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ معاملات کو علاقائی بنیاد کی بجائے اصول، ضرورت اور ملک کی بنیاد پر دیکھے۔ پاکستان مسلم لیگ ایک کل پاکستان پارٹی ہے۔ ایم ایم اے کل پاکستان پارٹی ہے، پیپلز پارٹی کل پاکستان پارٹی ہے، مسلم لیگ (ن) کل پاکستان پارٹی ہے اور اس وقت اگر مسلم لیگ برسر اقتدار ہے مرکز میں اور کم ازکم تین صوبوں میں۔ یہ اس کا فرض ہے بحیثیت political party کے کہ وہ ملک کو تنازعات اور خلفشار کی طرف نہ جانے دے بلکہ سیاسی اعتبار سے پارٹی کے اندر مسئلے کا حل نکالے۔ کیا وجہ ہے آخر؟ بنیادی باتیں دو ہی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے بحیثیت مجموعی مرکز اور صوبے کا حصہ کتنا ہو۔ On record موجود ہے کہ ایک بار نہیں کئی بار جنرل پرویز مشرف

صاحب نے publicly کہا ہے کہ پچاس پچاس ہونا چاہیے۔پھر کیا پریشانی ہے؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ within 50% تقسیم ہو۔ جنرل صاحب نے کم از کم تین بار یہ بات کہی ہے کہ پچاس پچاس فیصدحصہ صوبے میں اور مرکز میں تقسیم ہونا چاہیے۔ یہ ان کا publicly بیان موجود ہے۔ ان کا اعلان اگر ہو چکا ہے تو اس کے بعد ہم کیوں اتنا اس مسئلے کو الجھا رہے ہیں؟ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اس کا سیاسی حل چاہیے اور اگر مسلم لیگ کی سندھ میں حکومت میں ہے ، پنجاب میں حکومت میں ہے، بلوچستان میں حکومت میں ہے اور مرکز میں ہے تو مسلم لیگ کا فرض ہے کہ بجائے اس کے کہ صوبوں کے وزراء ایسا stand لیں جس کے نتیجے میں یہ مسئلہ لٹکا رہے۔ ان کا فرض ہے کہ بیٹھ کے ایک راستہ نکالیں اور جب یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ آبادی کے ساتھ ساتھ جو بہت اہم issue ہے وہ ہے under-development اور under-development کی بھی چونکہ ایک خاص geograhpic situation ہے تو لازماً یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک ہی facility ایک صوبے میں ایک تعلیمی ادارہ ایک خاص قیمت میں دے سکتا ہے دوسرے میں نہیں دے سکتا۔ اس کی equality کا کوئی نہ کوئی انتظام ہونا چاہیے تاکہ سب کو مواقع مل سکیں۔ یہ بالکل genuine چیز ہے لیکن یہ چیز انصاف پر مبنی ہے۔ اس کو این ایف سی ایوارڈ کے سلسلے میں بھی مد نظر رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ Peoples Party کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ان معاملات کو sort out کرے اور اس طرح ملک میں خلفشار پیدا نہ ہونے پائے۔ اس کی تین dimensions ہیں ان پر توجہ دیجئے۔ اس مسئلے کا حل ہونا چاہیے۔ اگر یہ مزید رہتا ہے تو یہ بڑے خطرناک مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ خدا کے لیے ملک کو اس سے بچائیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی مشاہد صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید : جناب میں بڑا ممنون ہوں۔ پروفیسر خورشید صاحب ہمارے بزرگ ہیں، ڈار صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں اور ان سے تو ہم راہنمائی لیتے ہیں۔ جو level of debate اور discussion ہے اس طرف آ گیا کیونکہ on contrary attack نہیں ہونا چاہیے۔ On N.F.C Award basic میں جو بات ہوئی تھی، میرے خیال میں اس میں جو Parliamentary Committee کا ذکر بھی انہوں نے کیا اور political parties کا بھی صحیح

بالکل کہا۔ میں صرف دو باتیں کہنا چاہوں گا۔ ہماری جو پارٹی ہے اس کے President چوہدری شجاعت حسین صاحب نے اسی ایوان میں ایک Parliamentary Committee بنوائی تھی جس کے کافی ممبر تھے اور ہم نے رپورٹ بھی دی ہے اور اس رپورٹ میں این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں ہم نے basic premise تبدیل کیا ہے۔ Above party consideration, above provincial consideration. یہ نہیں کہ پنجاب سے تعلق ہے تو پنجاب کی بات کریں کیونکہ اس ہاؤس میں بیٹھ کر ہمارا perspective قومی ہونا چاہیے اور ہے بھی انشاء اللہ۔ اور اس میں ہم نے کہا ہے کہ population should not be the basis for the NFC اور Chief Minister Punjab نے مجھ سے گلہ کیا کہ دیکھیں جی آپ نے اور شجاعت صاحب نے یہ کر دیا ہے۔ میں نے کہا پرویز صاحب آپ Chief Minister صرف ایک صوبے کے ہیں۔ ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ شجاعت صاحب ساتھ بیٹھے تھے اور ہم نے کہا کہ اس میں level of development, under development of the criterion should be considered and should be the main factor اور یہ ہماری report میں بھی آیا اور جناب چیئرمین! ہم وہ فرض ادا کر رہے ہیں اللہ کے فضل سے، بلوچستان کا crises ہوا، there was a very strong debate, کہ یہ کیسے حل کیا جائے، وہ ایک flash point تھا۔ ہم نے کہا کہ dialogue is the answer not ڈنڈا اور مضبوط مرکز نہیں، مضبوط صوبے، ایک مضبوط پاکستان کی علامت ہے اور اس میں صوبائی خودمختاری بھی ہونی چاہیے اور اللہ کے فضل سے ایک کمیٹی بنی ہے، Sub-Committee وسیم سجاد کی قیادت میں اور وہ انشاء اللہ کام بھی complete کر رہی ہے، اس میں recommendations آئیں گی، ان کی بھی آئیں گی تو we are very clear in our perspective اور ہم چاہتے ہیں اور ابھی بھی جو Election کا سلسلہ ہوا ہے، یہ بات ہے کہ democracy نے اگر آگے چلنا ہے اس ملک میں، مضبوط ہونا ہے تو democracy صرف اس طرف سے نہیں ہوگی، democracy means Opposition حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کا role اکٹھا چلے گا۔ ہم ان کے mandate کو احترام سے دیکھتے ہیں، عزت کرتے ہیں اور ہم expect کرتے ہیں وہ ہمارے mandate کو بھی عزت و احترام سے دیکھیں۔ میرے خیال میں ابھی جو elections ہوئے ہیں، Local Bodies کے آپ دیکھ

لیں گے اس میں کافی interesting results ہیں۔ گجرات جو Chief Minister کا اپنا گھر
ہے اور ان کا گڑھ بھی ہے، وہاں تین تحصیلیں ہیں، ایک تحصیل پاکستان پیپلز پارٹی نے جیت لی
ہے اور and it is a shock for everybody, let me tell you that فیصل آباد has
been won by PML(N) ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا فضل الرحمن صاحب کے بھائی ہار گئے
مسلم لیگ کے ہاتھوں، پھر قاضی حسین احمد صاحب کے بیٹے نوشہرہ میں ہار گئے ہیں تو this is
part of the democracy لیکن میں ان کو ensure کرنا چاہتا ہوں کہ ہم چاہتے ہیں in the
spirit of مفاہمت کہ ہم سب کو ساتھ لے کے چلیں اور اس حوالے سے we all have to
strengthen Pakistan ابھی recently there was seminar in Bussels تو کشمیر کی
بات ہو رہی تھی تو ایک بندہ آیا، ایک کرد تھا، ایک فلسطینی تھا تو وہ کہہ رہا تھا کہ آپ پاکستانیوں
کو، کچھ بحث ہو رہی تھی سیاسی طور پر تو اس میں بھی میں نے credit دیا۔ میں نے کہا پاکستان
کی بات کرتے ہیں۔ میں نے کہا Nuclear Programme کی بات ہوئی، میں نے کہا یہ
Nuclear Programme کی وجہ سے ہمارے ملک میں ہمت، حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ It has
given national self-confidence to the people of Pakistan. میں نے کہا اس میں
credit جاتا ہے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو کہ انہوں نے شروع کیا تھا اور میاں نواز شریف
صاحب کو کہ انہوں نے complete کیا تھا اور جس دوران جتنی بھی حکومتیں آئیں، چاہے جنرل
ضیاء الحق صاحب کی بھی آئی، سب کی آئی، سب کو credit جاتا ہے۔ اسی طرح کشمیر پالیسی
بھی ہماری جو ہے it is a collective effort ہم کوئی خاص credit نہیں لیتے جیسے آغا صاحب
نے بھی کہا کہ ہم چاہتے کہ اب صاف صاف لکھ دیں لیکن اس میں جناب چیئرمین! we
should see the glass is half full. ناشکری نہیں ہونی چاہیے۔ بلوچستان میں غلطیاں ہم نے
کی ہیں۔ جنرل مشرف is the first Pakistani leader جس نے جا کے کوئٹہ میں معافی مانگی
I am sorry, I apologize what happened. We should accept that. زیادتی بھی
ہوئی، ظلم بھی ہوا، کس نے کیا وہ چھوڑ جائیں this is part of the history انہوں نے جا
کر بنگال میں بھی کہا کہ فوجی military action ہوا، زیادتی ہوئی ہے۔ It is a good thing
جرنیل جاکے ڈھاکہ میں کہہ رہا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے، زیادتی ہوئی ہے I am sorry for

approach لیکن that, that this thing should be settled. It is a part of history

بلوچستان کا مسئلہ ہم حل should be that country is moving in a certain direction.

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے you may differ with the

لیکن ہماری نیت ہے کہ اس مسئلے کو خوش اسلوبی کے ساتھ، جمہوری طریقے certain things

کے ساتھ اور I am very grateful to the honourable Members sitting there چونکہ

ہماری پارلیمنٹ کی بلوچستان کمیٹی کی meeting تھی اس میں report approve ہوئی، وہ

سرکاری report نہیں، وہ میری report نہیں، وہ چوہدری شجاعت کی report نہیں، حکومت کی

report نہیں، سب سے زیادہ جو کام کیا تھا وہ پروفیسر خورشید صاحب نے کیا ہے۔ At his

age, he was fasting in the holy month of Ramadan, he went on C-130 and

He was اسحاق ڈار صاحب، اتنے busy آدمی ہیں he was there throughout the day.

the brilliant Finance Minister and Insha Allah he will again be a very

شاید کچھ اور بھی بڑے brilliant super Finance Minister whatever, look there

brilliant آدمی ہیں اور انہوں نے بڑی contribution کی۔ رضا محمد رضا صاحب بیٹھے ہیں، ان

کے لیڈر محمود خان اچکزئی صاحب آئے تھے۔ مولانا محمد خان شیرانی صاحب ادھر تشریف رکھتے ہیں۔

So, MMA, ARD, PONAM they are all parties to this report. یہ کوئی ذاتی

report کسی کی نہیں ہے، آپ کو پتا ہے، آخری meeting میرے گھر میں ہوئی، اتوار تھا

کیوں کہ اس دن سینیٹ بند تھا۔ میں نے کہا meeting ہو گی کیوں کہ آگے dead line تھی اور

ہم نے گھر میں meeting کی، پروفیسر صاحب گواہ ہیں۔ سب بیٹھے ہوئے ہیں، گھر میں

meeting ہوئی۔ میں نے staff بلایا، کھانا بھی ادھر کھایا، گپ شپ بھی ماری، report بھی ختم

کی۔ انشاء اللہ ہماری نیت صاف ہے اور سب سے بڑی بات ہے کہ we want that we

کئی should work together in that. We can have a difference of opinion.

issues پر difference آ سکتے ہیں۔ یہ جمہوریت کا حصہ ہے۔ پارٹی کے اندر بھی اختلافات ہوتے

ہیں afterall لیکن spirit is that to move things forward to improve things اور

اسی spirit میں ہم نے میرے خیال میں جو حالات ایک سال پہلے بلوچستان میں تھے کہ flash

point تھا۔ لوگوں کو خطرہ تھا، پتا نہیں خانہ جنگی ہو جائے گی، یہ civil war ہو جائے گی، یہ ہو گا۔ We went there ہم نے بات کی، ہم نے negotiate کیا۔ ہم نے issue کو defuse کیا۔ We are trying to settle the problem. یہ چالیس، پچاس سال کے مسئلے ہیں لیکن ہم نے خلوص نیت سے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں ساری اپوزیشن کا role ہے تو اس حوالے سے NFC Award میں اس میں، میں خود agree کرتا ہوں یہ delay ٹھیک نہیں ہے۔ یہ delay ختم ہونا چاہیئے۔ یہ میں نے National Security Council کی presentation میں بھی کہا تھا and it should be ended. کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ ابھی elections ہو رہے ہیں تو یہ election issue نہ بن جائے تو 16 اکتوبر کے بعد، election کے بعد یہ announce کریں تو میرا خیال ہے کہ it should be announced soon لیکن جو بنیاد ہے وہ ہم نے تبدیل کرنی ہے اور وہ جو demand ہو رہی ہے وہ ہم نے We have already done that, the population alone is on the criteria. یہ پنجاب کا issue نہیں ہے۔ یہ پاکستان کا issue ہے and Punjab just one of the four Provinces ہر ایک کا ہے they are equal irrespective of size, Punjab, Balochistan, Sindh and Frontier Provinces. So, in that spirit and I am very grateful that ہمارے Opposition Members نے پورا ساتھ دیا اور thank you Mr. Chairman, for giving me the opportunity for this clarification on the issue.

Mr. Chairman: I think, you want to call off today or you want to continue.

وسیم صاحب آپ نے جو wind up کرنا ہے کر لیں then we will call off today. ورنہ میرے خیال میں یہ چلتا رہے گا۔ لیکن مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، آپ لوگ بیٹھیں گے۔ اور باقی تشریف رکھیں۔ Now Wasim Sajjad Sahib has the floor

Senator Wasim Sajjad: I am grateful to Prof. Khurshid Sahib, Ishaq Dar Sahib, Raza Rabbani Sahib that they have really focussed on

the essential elements of the NFC and a lot of the things that I wanted to say Mr. Mushahid Hussain has already said them. All I would like to add is sir, that we all are agreed that this is a constitutional matter. We all agree that the constitutional requirement is that it should be reviewed every 5 years. One of the honourable Speakers from the Opposition said that the President of Pakistan is trying to solve Palestine Question, he is trying to solve the Kashmir Question, why does not he issue an order on the NFC Award. Sir, the President of Pakistan has never hesitated to issue orders where they were needed. He has issued thousands of orders. If this was the question of mere a dictate of the President of Pakistan or an order of the President of Pakistan, I can assure you sir, it would have been issued two years ago, three years ago. The President of Pakistan has very clearly stated that he wants the Provinces to have a greater share. He has even gone to the extent by saying that let them have 50% share. Mr. Shaukat Aziz, the Prime Minister has said on record that from 30 to 35% he has offered to raise it to 48% to 49%. The only difficulty is not the unwillingness of the Federal Government to have an NFC Award, the difficulty is disagreement between the Provinces and the President wants that it should not be a decree issued by him, it should be consensus amongst the Provinces which can then be enforced because otherwise no matter, what order you issue, someone of the Provinces is going to object and that will not advance the purpose for which this exercise is being undertaken. We all agree, I think the President has said it, the Prime Minister has said it. I have said it. Chaudhry Shujaat

Hussain has said it , Mushahid Hussain has said it and everybody has said it that we all agree that in the conditions of today , population should not be the only basis for the NFC Award . The level of development , the area of the Provinces , the difficulties that the people are facing , all these should be taken into consideration but there is a difference of opinion still amongst the Provinces , they have not been able to agree so far . Every effort is being made . The Prime Minister is on record , he has called a meeting recently . We want this to be , in fact we were trying that this should be finalized before the budget , it could not be done . We will be again sir , taking the sense of the House , I will convey it again to the Prime Minister that please try and have this Award finalized as soon as possible . Definitely before the next budget but earlier may be within this year but I would request all the Provinces to show a spirit of accommodation and compromise because this is not just the question of one Province or the other Province , we are all for Pakistan . If , let us say one part of our Province , the Province of Balochistan we are all brothers . We share their concern , we share their disappointment , we share their frustration and I think we have been most vocal in advocating the cause of Balochistan . The Committee have been working earnestly on this question . We are all working on it . Sir , I don't think , the persons representing Punjab or the Federal Area or for example Mushahid Hussain and all the Members of the Committee sir , they have not spenteven five minutes on the problems of Punjab , they have spent most of our time discussing the problems of Balochistan . We want them

dissolved. We want the Province to move forward. We want the Province to come at par with the other Provinces of Pakistan. We feel that a pro-active role has to be played by the Federal Government to bring the Province of Balochistan at par with the other Provinces and therefore, sir we will on behalf of the House, I would say, on behalf of the Government that I will convey this concern to the Prime Minister, request him that he should make every effort that this matter is resolved as early as possible and I think sir, on this we all agree that the population alone should not be the basis for distribution of the taxes between the various Provinces and Provinces should compromise. Punjab should compromise, Sindh should compromise and the NWFP should compromise and we will try and look after the interest of those Provinces which are still behind in development and whose level needs to be raised. That is all I wanted to say. Thank you very much.

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! NFC پر بڑی اہم باتیں ہوئیں، ساتھیوں نے اس کی تفصیل بیان کی۔ جناب چیئرمین صاحب! ایک تاثر کی میں ذرا وضاحت کرتا ہوں کہ میں اتفاق نہیں کرتا کہ تمام صوبوں کا یا تمام قوموں کا یا federating units کا اس پر اتفاق ہے کہ 50% پر محاصل کی تقسیم کا فارمولا یعنی اس پر اتفاق ہو جائے۔ یہ ممکن ہے کہ مسلم لیگ کی یہ رائے ہو یا ایم ایم اے کی لیکن اس سے پہلے ان محاصل کی، وسائل کی تقسیم کا فارمولا جناب! 20 اور 80 تھا۔ وفاق کے پاس 20 فیصد ہوا کرتا تھا اور قوموں کا صوبوں کے ساتھ 80 فیصد۔ اب ہم اسی پر قائم ہیں، قوموں کا، federating units کا مطالبہ یہ ہے کہ محاصل کی تقسیم اس فارمولے کے تحت کی جائے کہ وفاقی units کو تمام taxes کے وسائل میں سے 80 فیصد دیا جائے اور وفاق کو، Federation کو اس کے لیے صرف 20 فیصد، اس کی میں وضاحت کرتا ہوں

اور یہ مطالبہ اس پر ہم قائم ہیں اب تک۔ شکریہ۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, it is just for clarification for Raza Muhammad Raza as well as other colleagues who may not be aware

یہ جو 20 and 80 کا فارمولا ہوتا ہے اس میں custom duty نہیں ہوتی۔ Custom Duty کو نکال کے balanced 20 and 80 ہوتا تھا ۔ Custom duty was a Federal revenue. Sir, the Federal Revenue آپ add کر دیں تو percent even will not be 28. Just I will explain to Raza Bhai, sir, 20-80 کی figure ٹھیک ہے but excluding custom duty. Custom duty was the bulk of revenue but that will go entire to the federal budget not to the Provinces.

جناب چیئرمین: کمیلی صاحب مختصر رکھیئے کیوں کہ debate ہو چکی ہے، Leader of the House بھی کر چکے ہیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب! عرض یہ ہے کہ NFC Award پر جو کچھ کہا گیا یقیناً یہ قابل توجہ ہے لیکن ایک فارمولا کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے کہ جو صوبہ جتنے وسائل فراہم کر رہا ہے، جتنے revenues دے رہا ہے اس کو اس کے مطابق اس کا حق بھی ملنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین: وہ other sector میں آجاتا ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: دوسری بات یہ ہے کہ الیکشن کے حوالے سے ابھی پروفیسر صاحب نے ایک بات کی کہ مختلف parties چاروں صوبوں میں تو اس وقت ایم کیوایم ایک صوبے میں نہیں ہے بلکہ چاروں صوبوں میں اس نے سیٹیں حاصل کی ہیں۔ اس point کو مد نظر رکھا جائے کہ یہ national دھارے میں آچکی ہے پارٹی۔ جہاں تک election کی بات ہوئی ہے، یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے کہ rigging کا الزام لگا ہے۔ کونسا election ایسا ہوا ہے کہ جس میں rigging کا الزام نہیں لگا لیکن اگر rigging کا الزام لگتا تو مسلم لیگ اور متحدہ کے درمیان کراچی کے نائب ناظم کے معاملے میں اتنا الجھاؤ نہ ہوتا۔ یہ اس بات کی

دلیل ہے کہ الیکشن جو ہیں وہ fair ہوئے ہیں اور کراچی سے کوئی ایک ثبوت نہیں ملا ہے rigging کا۔ کراچی کو اس سے پہلے خوب ڈرایا گیا' دھمکایا گیا کہ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی' لاشوں کے انبار لگ جائیں گے اور کیا ہوا کراچی میں کوئی شر نہیں ہوا' کوئی فساد نہیں ہوا' کوئی امن و امان درہم برہم نہیں ہوا اور peacefully elections ہو گئے اور کسی قسم کی کوئی شکایت کہیں سے نہیں آئی ہے' تو یہ کب تک ہوتا رہے گا کہ ہارنے والے' پہلے ہی سے کہا کہا جا رہا تھا کہ دھاندلی ہو گی' الیکشن سے پہلے سے رونا رویا جا رہا تھا کہ آگ لگ جائے گی اور لاشیں گریں گی اور خون بہے گا تو ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے۔

جناب چیئرمین : تشریف رکھیں I think we will adjourn now and reconvene tomorrow at 10.00 A.M. The House is adjourned and will reconvene tomorrow *Insha Allah* at 10.00 A.M.

[The House was then adjourned to meet again on 8th October, 2005 on Saturday at 10.00 A.M.]